

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پینتیسواں اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 31 مارچ 2021ء بروز بدھ بمطابق 16 شعبان المعظم 1442 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
3	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
15	وقفہ سوالات۔	2
18	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	3

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورنہ 31 مارچ 2021ء بروز بدھ بمطابق 16 شعبان المعظم 1442 ہجری، بوقت شام 5 بجکر 25 پر زیر صدارت جناب قادر علی نائل، چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ اَخْرَجْتَهُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا  
مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ق رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكْفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا  
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

اِنَّكَ لَا تُخَلِّفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٣﴾

پارہ نمبر ۲ سورۃ آل عمران آیات نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۳

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اے رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا، اور نہیں کوئی گناہگاروں کا مددگار۔ اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر، سو ہم ایمان لے آئے، اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دُور کر دے ہم سے بُرائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن، بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Point of order Mr. Speaker.

جناب چیئرمین: جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔ میں ہاؤس کی اور آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہماری جو شاہراہیں ہیں، وہ پہلے بھی ہم نے کہا تھا کہ یہ تمام شاہراہیں ہماری قاتل شاہراہیں ہیں۔ اتنے لوگ شاید کورونا اور دیگر وبائی امراض سے نہیں مرے ہیں جتنے road-accidents میں ہماری قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ کوئٹہ، کراچی شاہراہ کو آپ لے لیں۔ کوئٹہ، چمن شاہراہ، کوئٹہ، نوشکی، لورالائی، ٹرولہ۔ کوئی ہمارے پاس Dual Carriage Way یعنی ڈبل روڈ نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! اسی طرح 24 مارچ کو یقیناً آپ نے بھی سوشل میڈیا پر دیکھا ہوگا باقی دنیا نے بھی دیکھا ہوگا۔ کہ تفتان سے کوئٹہ سے تفتان جانے والی کوچ کر دگاپ کے مقام پر ایکسیڈنٹ ہوا۔ نوشکی سے حاجی عبدالملک بڑیچ صاحب کی فیملی جس میں وہ خود ان کی wife ان کے 5 بچے، ان کی سالی ٹوٹل 9 بندے اس گاڑی میں سوار تھے کر دگاپ کے مقام پر یہ المناک حادثہ ہوتا۔ جناب اسپیکر! حادثے کے وقت کوچ کا مالک جو خود اُس کوچ میں سوار تھا۔ لیکن اتنے بے حس، اتنا ظلم کہ انہوں نے اپنے سوار یوں کے لیے کوئٹہ سے ایک اور کوچ کا بندوبست تو کر لیا۔ لیکن مریض، زخمی اور وہاں اُن 9 بندوں میں سے 8 بندے جاں بحق ہوئے جو وہاں پڑے تھے ان کے لیے اُس ظالم نے کوئی بندوبست نہیں کیا۔ جناب اسپیکر! پورا گھرانہ کی فیملی ختم ہوگئی اس کا دروازہ اس کا سب کچھ ختم ہو گیا۔ جناب اسپیکر! تین دن پہلے میں نوشکی ان کے گھر فاتحہ خوانی کے لئے گیا تھا۔ چونکہ ہمارے tribe کے لوگ تھے۔ جب میں وہاں گیا جناب اسپیکر! مجھے اتنا دکھ ہوا۔ آج انکا پانچواں دن تھا میں 29 مارچ کو غالباً گیا تھا وزیر داخلہ صاحب بھی آگئے اچھی بات ہے۔ جناب اسپیکر! کوئی حکومتی اہلکار کمشنر، ڈپٹی کمشنر اسٹنٹ کمشنر نہ علاقے کا کوئی نمائندہ نہ وہاں کا ایم این اے نہ ایم پی اے ان کے گھر تعزیت کے لیے گیا۔ حالانکہ اس کے لیے خود وزیر اعلیٰ کو جانا چاہیے تھا 8 بندے ایک فیملی کے اس حادثے میں شہید ہو جائے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھیں کہ ٹرانسپورٹ کے کوئی رولز اور ریگولیشن تو ہوں گے۔ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہے، ہمارے پاس نیشنل ہائی وے اتھارٹی ہے، ہمارے پاس پرائونٹل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحب ہیں۔ لیکن وہ الولی کوچ پر آج تک کوئی پابندی نہیں لگی ہے۔ اور یہ کیا کرتے ہیں جناب اسپیکر! یہ کم و بیش کوئٹہ، تفتان 800 کلومیٹر یا 700 کلومیٹر یا اس سے زیادہ اسکا فاصلہ ہے۔ وہ اسے 7 گھنٹوں میں طے کرتی ہے۔ 140 کی اسپید میں کوچز سنگل روڈ پر جاتی ہیں۔

جناب وزیر داخلہ صاحب! آپ کی توجہ چاہیے کہ 24 مارچ کو جو واقعہ ہوا کر دگاپ میں ہوا جس میں نوشکی کی ایک فیملی کے 8 بندے شہید ہو گئے۔ کم از کم آپ بحیثیت وزیر داخلہ اس پر آپ comments دے دیں۔ ان کے پاس آپ جائیں حکومت جائے اور کم از کم رولز ورگولیشن کوئی mechanism بنایا جائے کہ گاڑی کی رفتار کتنی ہوگی؟ اُس کے لیے ٹوٹل سسٹم بنایا جائے۔ ہر 50 کلومیٹر کے بعد اُن کی چیکنگ کی جائے۔ حالانکہ اس روڈ کا آپ کو خود پتہ ہے جناب چیئر مین! کہ اس پر آپ 80,90 سے زیادہ نہیں چلا سکتے۔ کیونکہ کوئٹہ، نوشکی روڈ پھر اُس سے آگے سنگل روڈ ہے۔ تو جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے حکومت سے request کرتا ہوں اس مسئلے پر ہمارے وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، اس پر آپ comments کریں ہمارے سامنے۔ اُن کے پاس تعزیت کے لیے جائیں۔ ابھی تک ڈرائیور اور کوچ مالک گرفتار نہیں ہوئے ہیں اور جناب چیئر مین! ابھی تک الولی کوچ پر پابندی نہیں لگی ہے نہ mechanism بنا ہوا ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ صاحب اس پر comments کریں۔ اور کم از کم فوری طور پر الولی کوچ کو بند کیا جائے اور ساتھ ایک کمیٹی بنائی جائے۔ آپ خود وہاں جائیں اُس غمزہ خاندان سے ملیں۔ گرفتاری ہو جائے اور آنے والے وقت کے لیے کوئی mechanism بنایا جائے۔ جناب چیئر مین! میں گزارش کروں گا وزیر داخلہ صاحب سے کہ اگر اس پر آپ بولیں اس پر آپ comments بھی دے دیں رولنگ بھی دے دیں یہ بہت اہم ہے۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ جناب نصر اللہ صاحب۔ شاہراہوں کے حوالے اس سے پہلے بھی یہاں بات ہوئی تھی۔ اور اُس میں ایک کمیٹی بھی constitute ہوئی ہے۔ تو ظاہر ہے جائیں گے وفاقی جو وزراء ہیں اُن سے بات بھی ہوگی۔ لیکن جو سانحہ ہوا ہے وہ ایک انسانی المیہ ہے ایک خاندان کے آٹھ افراد کا جاں بحق ہونا۔ تو اس حوالے سے ہم سب غمزہ ہیں۔ پورا خاندان ختم ہو گیا اتنا بڑا نقصان ہوا ہے مجھے توقع ہے کہ حکومت اس حوالے سے اپنی ذمہ داری اور اپنے فرائض ادا کریگی اور غمزہ خاندان کی داد دے گی۔ جی زاہد ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی thank you جناب چیئر مین صاحب۔ بلوچستان کی حالت آپ سب کے سامنے ہے اس میں چاہے جو بھی یہاں زندگی گزار رہے ہیں۔ جناب چیئر مین صاحب! یہ حالت آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہر طرف کنیشنز رکھے ہیں خاردار تار لگے ہیں۔ زمینداروں کا مسئلہ دیکھیں وہ بھی اسی طرح۔ گلوبل ٹیچرز بھی رو رہے ہیں۔ بی اینڈ آر کے 361 ملازمین اُن لوگوں پر بھی ظلم ہے جناب چیئر مین صاحب! بلوچستان کے کونے کونے سے ملازمین آئے ہیں۔ دودن ہوئے ہیں آخر اُن کے مطالبے ہیں۔ اس گورنمنٹ کے کانوں پر جوں

تک نہیں ریگتی؟۔ کیا حکومت سوئی ہوئی ہے نہیں سن رہی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے جناب چیئر مین صاحب! بلوچستان کے ساتھ کیوں اس طرح ہو رہا ہے؟ اور کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بلوچستان میں ترقی دی ہے بلوچستان میں 3 سالوں میں ہزاروں کے حساب سے ملازمتیں ہم نے دی ہوئی ہیں۔ بلوچستان میں ہم نے یہ یہ کام کیے ہیں۔ جناب چیئر مین صاحب! کچھ بھی نہیں کیا ہے سوائے مایوسی کے۔ خدارا! چیئر مین صاحب یہ ملاز میں یہاں بیٹھے ہیں ان لوگوں کا حق ہے 25% انہیں دیا جائے۔ اور ملازمت بلوچستان میں آپ خود دیکھ رہے ہیں اخباروں میں آرہے ہیں انٹرویوز ہو رہے ہیں پھر cancel ہو رہے ہیں۔ آخر یہ کیا وجہ ہے اس کا جواب کون دے گا۔ جناب چیئر مین صاحب! آخر اس مظلوم عوام نے کیا گناہ کیا ہے کیوں بلوچستان کے عوام کے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں ”کہ بات نہ کریں“ بات نہیں کریں تو کہاں جائیں۔ یہ حالت ہے بلوچستان کی۔ یہ بلوچستان کے روڈوں کی حالت یہ ہے۔ ملازم رو رہے ہیں یہ حالت ہے جناب چیئر مین صاحب! اس سے بہتر یہ ہے کہ آدمی۔ یہ لے لیں میں اپنی قمیض بھی اتاروں گا۔ آج نہیں چھوڑوں گا جناب چیئر مین صاحب!۔۔۔ (مداخلت) غریب ملازموں کے ساتھ یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے؟۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئر مین: نہیں بیٹھ جائیں please۔

میرزا بدلی ریگی: جناب چیئر مین صاحب! یہ مظلوم ملازمین کے ساتھ کیوں ظلم ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کیوں نہیں بتا رہی ہے کہ یہ کیوں اس طرح کر رہی ہے؟

جناب چیئر مین: please آپ کی بات سنی جائے گی۔

میرزا بدلی ریگی: جناب چیئر مین صاحب! آخر یہ کیوں اس طرح کر رہے ہیں آپ ان لوگوں کو بتادیں ان لوگوں کا حق کیوں نہیں دے رہے ہیں؟ آخر کیا یہ کوئی دہشتگرد ہیں بد معاش ہیں یا ان لوگوں نے فنڈنگ لی ہوئی ہے آخر کیا وجہ ہے چیئر مین صاحب! آپ بتادیں ان لوگوں کی بات کیوں نہیں سن رہے ہیں؟

جناب چیئر مین: آپ صحیح ہیں۔

میرزا بدلی ریگی: چیئر مین صاحب! تین دنوں سے ملازمین رو رہے ہیں۔ یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ہماری مائیں بہنیں بجائے گھروں میں چادر اور چادر پواری میں ہوتیں یہ روڈوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے، اس پر مؤقف سنیں گے۔ جی ملک نصیر صاحب! پھر اُس کے بعد شہ بھائی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب چیئر مین صاحب! میرے خیال میں اتنے مسائل ہیں کہ ہر بندہ ایک ہی مسئلے پر بولنا چاہتا ہے اُس کے باوجود ختم نہیں ہوتے۔ میں اس مسئلے پر بولوں گا کہ جب COVID19 شروع ہو گیا

اُس وقت سے تمام سکول بند تھے اب اس مہینے مارچ میں کھلے ہیں۔ لیکن مارچ میں کھلنے سے پہلے تمام پرائیویٹ سکولوں نے پورے سال کی فیسیں لے لی ہیں پھر بچوں کو اسکول میں بیٹھنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ دسمبر سے مارچ تک چھٹی ہوتی ہے۔ ابھی چھٹی والے تین ماہ کی فیسیں مانگ رہے ہیں۔ تو یہ حکومت وزیر تعلیم اپنا ایک mechanism بنائیں کہ ایک تو بچوں نے اسکولوں میں ایک لفظ تک پڑھا نہیں ہے۔ اسکول بند رہے ہیں ابھی ضروری ہے یہ ایک ظلم ہے۔ کم از کم اس پر تو آپ لوگ سوچیں۔ حکومت اپنا ایک پلان تو بنائیں ناں باقی چھوڑیں فنڈز جائیں وہ جائیں اُس کے سر میں لگ جائیں جو کچھ کھاتے ہیں پیتے ہیں ہمیں اُس سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ جو عوامی مفاد کے کچھ کام ہیں خدا کیلئے جناب اسپیکر! اس پر تو کم از کم یہ مل بیٹھ کر کوئی فیصلہ کریں، لوگوں نے ایک ایک سال کی فیس دے دی ہے ابھی یہ گزشتہ تین ماہ چھٹی کی بھی مانگ رہے ہیں۔ ہمارا کوئی منسٹر اسکا کوئی جواب دینا چاہتا ہے۔ میرے تین بچوں کی فیس تھی میں نے دے دی ہے ایک سال کی۔ ابھی تین ماہ کی اور مانگ رہے ہیں۔ ہر بندے کے گھر میں یہ مسئلہ ہے لوگ عدالتوں میں جاتے ہیں سال سال چلتا ہے ادھر سے ریلیف ملتا ہے لیکن یہاں حکومت عوامی مفاد اور عوامی بھلائی کے لئے کچھ تو بنائے۔ جناب اسپیکر! سریاب روڈ پر اب پچیس ہزار روپے میں فٹ ہے لیکن 5 سو روپے دیکر آپ فارغ کر رہے ہیں۔ اسی طرح جناب چیئر مین صاحب! سبز روڈ تیس ہزار کا فٹ ہے پندرہ سو روپے میں لوگوں کو فارغ کر رہے ہیں۔ ادھر ہزاروں آپ کے سامنے ملازمین بیٹھے ہوئے ہیں۔ بجلی زمینداروں کی جناب چیئر مین صاحب! چوتھی دفعہ ہے بجلی کٹ رہی ہے، پرسوں آپ نے بحال کی آج صبح میں نے پوچھا بہت سارے علاقے میرے خیال میں اب بھی بحال نہیں ہوئی ہے۔ سیزن شروع ہوا ہے گرم علاقے ہیں۔ میں نے اُس دن بھی بڑے ادب و احترام سے کہا کاش! آپ کی رولنگ کی وہ عزت ہوتی وہ احترام ہوتا تو ہمارے سراسر اس وقت نہیں جھکتے۔ آج بھی بلوچستان کے بہت سارے علاقوں میں بجلی نہیں ہے۔ کل پورے بلوچستان میں زمیندار ہڑتال کرنے جا رہے ہیں۔ اُس دن بھی میں نے آپ کے وزیر خزانہ سے کہا کہ جب آپ پچیس تیس ارب روپے قرضدار ہیں تو خدا کیلئے پانچ ارب روپے دے دیں باقی حساب و کتاب بعد میں کریں بلوچستان راکھ کا ڈھیر بن رہا ہے۔ جناب چیئر مین صاحب! اگر لوگوں کے اربوں روپے کے باغات فصلات تباہ ہو جاتی ہیں ملازمین کا یہ حال ہے بچتا کون ہے اس بلوچستان میں؟ آپ کس پر حکومت کر رہے ہیں؟ کس کے لئے یہ حکومت ہے؟ میرے خیال میں تو میں جس طرح حاجی زاہد صاحب جس نچ پر پہنچ گئے کہ انہوں نے اپنی قمیص نکال کر پھینک دی۔ ایک ایسا دن آئیگا کہ لوگ روڈوں پر خودکشی کریں گے۔ اور کل سے زمیندار ہڑتال پر ہیں جناب چیئر مین صاحب! کسی نے ان سے رابطہ نہیں کیا

ہے۔ اگر کل خدا نخواستہ، میں اس اسمبلی کے فلور پر کہتا ہوں خدا نخواستہ پہلے بھی 2001ء میں زمینداروں پر فائرنگ ہوئی تھی اس وقت تین زمیندار شہید ہوئے تھے۔ اگر کل خدا نخواستہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے کوئی شہید ہو جاتا ہے اُس کی ایف آئی آر پہلے وزیر اعلیٰ بلوچستان پر اُس کے بعد اُس کے وزیر خزانہ پر اُس کے بعد پوری کابینہ اس کی ذمہ دار ہے۔ یہ آج میں اس فلور پر کہہ رہا ہوں۔ یہ روڈز بند ہوتے ہیں لڑائیاں ہوتی ہیں جھگڑے ہوتے ہیں، فسادات ہوتے ہیں یہ خوشی کی بات نہیں ہے کہ لوگ روڈوں پر آکر ایسے بیٹھ کے پکنک مناتے ہیں، یہ مجبور ہو کے آتے ہیں۔ چوتھی مرتبہ بجلی بند ہو جاتی ہے، دس دن بند کرو بجلی کو زمینداروں کو نقصان پہنچاؤ جہاں بات کرو کہتے ہیں کہ صوبائی حکومت اپنے پیسے نہیں دے رہی ہے۔ اب میں پوچھنا چاہتا ہوں وزیر خزانہ سے یہ دو دن میں آپ نے کیا کیا ہے یا تین دن میں آپ نے کیا کیا ہے؟ میں اسلئے اس ایوان میں اس فلور پر اس کو admit کراتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری وزیر اعلیٰ بلوچستان، وزیر خزانہ بلوچستان اور اُس کے بعد کابینہ کی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب عزیز اللہ صاحب۔

جناب عزیز اللہ آغا: شکریہ جناب چیئرمین! بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت پورا بلوچستان تباہی کا منظر پیش کر رہا ہے، پورے بلوچستان میں آپ جس طرف دیکھیں آگ لگی ہوئی ہے ”گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے“ بلوچستان ہی کی حکومت کی وجہ سے، بلوچستان جل رہا ہے بلوچستان تباہ ہو رہا ہے لیکن بلوچستان کی یہ selected حکومت اس کے کان پر جوں تک نہیں ریگتی۔ میں کیا کہوں کیا بولوں؟ آج میں اس اسمبلی کے فلور پر واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے باشعور لوگ، بلوچستان کے سیاسی لوگ، بلوچستان کے قبائلی لوگ مزید آپ لوگوں کا بوجھ برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! آج بلوچستان میں جو نیئر ٹیچرز ایسوسی ایشن پریس کلب کے سامنے تادم مرگ بھوک ہڑتال پر ہے۔ گریڈ الاٹمنس سے وابستہ تمام ایسوسی ایشنز روڈوں پر رزل رہی ہیں۔ آپ زمینداروں کا حال دیکھ لیجئے زمیندار ہلاک ہو رہے ہیں لیکن بلوچستان کی selected حکومت میں شاید میرے ساتھیوں کو یہ لفظ بہت ناگوار گزر رہا ہے لیکن میں بار بار کہوں گا کہ selected حکومت کی وجہ سے یہ لوگ معاشی طور پر زمینداروں کو مارنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم کسی کو اجازت نہیں دیتے کہ وہ بلوچستان کے زمینداروں کا قتل عام کریں بلوچستان کے اساتذہ کا قتل عام کریں جو نیئر ٹیچرز ایسوسی ایشن کا قتل عام کریں۔ ہم ان تمام تنظیموں کے ساتھ ہم زمینداروں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی۔ جو بھی قوت میلی آنکھ سے دیکھے گی سب

سے پہلے اپوزیشن کے ممبران سامنے ہونگے اور اُسکے بعد ان ساتھیوں کے ساتھ بات ہوگی۔ جناب چیئر مین! خدارا حالات کا ادراک حالات کا جائزہ لیجئے آنکھیں کھولیں ورنہ پانی اگر سر سے اوپر چلا گیا پھر آپ لوگ ہاتھ ملتے رہیں گے لیکن آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔ اس لئے گزرش کرتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام پر رحم کریں، بلوچستان کے حالات کو دیکھئے، بلوچستان کے حالات کی نزاکتوں کو محسوس کیجئے، اور واپڈا کے بارے میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ وہ کمپنی ہے جو ہمیشہ لوگوں کا استحصال کرتی ہے ہمیشہ زمینداروں کا استحصال کرتی ہے ہمیشہ زمینداروں کا قتل عام کرتی ہے۔ خدارا! بند کیجئے، بند کیجئے ان اقدامات کو۔ خدارا! روکیے اپنے ہاتھوں کو اگر آپ نہیں روکیں گے ان ہاتھوں کو جو عوام کی جانب ظالمانہ طریقوں سے بڑھ رہے ہیں، پھر ہم اٹھیں گے اسمبلی کے اندر بھی، اسمبلی سے باہر بھی، ہم سڑکوں پر آواز اٹھائیں گے، عوام کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے۔ ہم زمینداروں، اساتذہ کرام، سیکریٹریٹ کے ملازمین، ڈاکٹرز اور وکلاء کے ساتھ کھڑے ہوں گے یہ ہمارے معزز طبقات ہیں ہم انہیں مزید exploit نہیں کرنے دیں گے ہم ان قوتوں کو بتا دینا چاہتے ہیں جو exploit کرنا چاہتی ہیں ان لوگوں کو کہ خدارا، خدارا عوامی غنیمت و غضب سے بچنے کے لئے عوامی قوت سے بچنے کے لئے عوام کے سیلابی ریلوں سے بچنے کے لئے خدارا رحم کھائیے صوبے پر رحم کھائیے اساتذہ کرام پر رحم کھائیے ڈاکٹروں پر رحم کھائیے ٹیچرز پر رحم کھائیے روڈ پر مرنے والے ہمارے شہداء پر ہم کب تک شہداء کے جنازے اٹھاتے رہیں گے ہم جنازے اٹھا اٹھا کر تھک چکے ہیں ہمارے ہاتھ تھک چکے ہیں ہمارے کندھے تھک چکے ہیں خدارا مت کیجئے اب وقت نہیں رہا اگر حالات کا آپ لوگ ادراک نہیں کر سکتے اگر آپ لوگ ان حالات کو کنٹرول نہیں کر سکتے راستہ چھوڑیے مستعفی ہو جائیں دوسرے لوگوں کو موقع دیجئے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) ہم دیکھتے ہیں پھر حالات کیسے نہیں سنھلتے ہیں۔

جناب چیئر مین: شکر یہ۔

جناب عزیز اللہ آغا: اگر نیت صاف ہو حالات کو سنھلنے میں دیر نہیں لگتی۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ نیت صاف نہیں ہے یہاں نیت میں فتور ہے اگر بلوچستان کی اسمبلی میں نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ آج ہمارے آئینہ بل ساتھی نے اپنی واسکٹ پھینک کر یہاں اپنا احتجاج ریکارڈ کرا رہا ہے اگر وہ اپنی قمیض اتار کر اپنا protest ریکارڈ کر رہا ہے تو سمجھنے کے لئے یہ بات کافی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہوشیار کے لئے اشارہ ہی کافی ہے لیکن کیا کہوں کہ اشارہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ نہیں واللہ و عالم۔ خدا ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے جو نیئر ٹیچرز ہمارے گریڈ الاؤنس کے ساتھی ہمارے زمیندار ہمارا قومی سرمایہ اور اثاثہ ہیں ہمیں ان پر فخر ہے انکے مطالبات مان لیجئے یہاں بلوچستان

میں کرپشن کے لئے اربوں روپے موجود ہیں لیکن ہمارے طبقات کو اساتذہ کرام کو ڈاکٹرز کو جو نیئر ٹیچرز کو وکلاء کو اور معاشرے کے دوسرے معزز طبقات کو تنخواہیں دینے کے لئے آپ کے پاس پیسہ نہیں ہے عجیب بات ہے منطق سے بالاتر باتیں ہیں، عقل سے بالاتر باتیں ہیں، اس لئے میں کہوں گا اس معزز ایوان کے توسط سے یہ بات میں کہوں گا کہ اگر آپ حالات کو کنٹرول نہیں کر سکتے، اگر آپ حالات کو سنبھال نہیں سکتے تو پھر شاید یہ پُر امن احتجاج جو آج کل سے سڑکوں پر ہو رہا ہے، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے ہمارے لئے برا پیغام لے آئے۔ بڑی انکساری کے ساتھ گزارش کروں گا کہ حالات کو سنبھالا دیجئے، حالات کو سنبھالیئے، حالات کا جائزہ لیجئے اور عقل سلیم کے ساتھ جائزہ لیجئے۔ پھر اگر عقل سلیم ہوگی مسائل کا خود بخود حل نکلے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ عزیز اللہ آغا صاحب۔ جی لانگو صاحب!

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین انہوں نے بہت اچھی باتیں کیں لیکن اس کو ایسے پیش کیا جیسے ملازمین آج ہی ہڑتال کر رہے ہیں۔ یہ بھی ہمارے لوگ ہیں، ان کے مسئلے بھی حل کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں کمیٹی بنائی ہے منسٹر فنانس اس کمیٹی کو head کر رہے ہیں تو انشاء اللہ جو یہ ہمارے بھائی ہڑتال پر ہیں ان کے مسائل کو کمیٹی کے ذریعے بیٹھ کر بہت جلد حل کر لیا جائیگا۔ نصر اللہ زیرے صاحب نے ایک issue اٹھایا ہے accidents کے حوالے سے اس کا بھی جتنا افسوس کیا جائے بہت کم ہے ایک بہت افسردہ واقعہ پیش آیا۔ ہم سب کی ہمدردی اس خاندان کے ساتھ ہے اس کی رپورٹ انشاء اللہ میں جلدی منگوا کر جو جو اس کے لئے باقی ضروریات ہوں گی بھی وہ کر لیں گے انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: کارروائی شروع کر لیں۔ جی ثناء اللہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ آپ کا۔ جناب چیئرمین! آج اجلاس

کا آخری دن ہے یقیناً بلوچستان مسائل سے ایک بھر پور صوبہ بنتا جا رہا ہے There is a total social disorder, there is total chaos in our society. سڑکوں سے لے کر گھروں تک محلوں تک، گلیوں تک، سکولوں تک زمینداروں کی فصلوں تک farms تک، ہر جگہ پر دیکھیں آپ کو ایک نظام مکمل طور پر معطل نظر آ رہا ہے۔ جناب والا! پہلی صدی عیسوی میں روم میں ایک بادشاہ تھا اس کا نام نیروتھا اس کو

بانسری بجانے کا بڑا شوق تھا تو وہ جا کر پہاڑ پر بیٹھ جایا کرتا تھا روم چھ دن تک جلتا رہا۔ یہ روم کے شروع دنوں کی کہانی ہے چھ دن تک روم جلتا رہا اور نیر دوہاں چوٹی پر بیٹھ کر بانسری بجارہا تھا۔ اُس نے کہا ”مزہ لیتے ہیں، کچھ نہیں ہوگا سب ٹھیک ہو جائے گا“۔ آج ہماری سوسائٹی میں بد قسمتی سے میں یہ کسی کو یہ نہیں کہتا ہوں لیکن حکمران کا سنجیدہ ہونا، حکمران کا معاملات فہم ہونا، حکمران کا لوگوں کی تکلیف اور مشکلات کو سمجھنا، حکمران کا سڑکوں پر ٹریفک کے جام ہونے کی تکلیف اور مشکل کو محسوس کرنا، حکمرانوں کو بچوں کے سکولوں کا بند ہونا یا حکمرانوں کا لوگوں کی فصلوں کی تباہ کاریاں یا بجلی کا بند ہونا ان تمام چیزوں کو، اگر کچھلی حکومتوں میں زمانے میں یہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں وہاں ٹریفک کا disorder نہیں ہوتا تھا وہاں دوسری چیزیں نہیں ہوتی تھیں لیکن لڑائی جھگڑے ہوتے تھے تو اس وقت کے قصے ابھی تک برقرار ہیں بد قسمتی سے جناب والا! دوچارا ہم ایٹوز ہیں جو میں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں میرے پاس کی inflation and salary increases ہے آج جتنے ہزاروں کی تعداد میں ملازمین پورے بلوچستان سے اپنا مال و متاع خرچ کر کے یہ سارے غریب لوگ ہیں ان میں ایسے بھی ہیں جو چھ، چھ سال تک کوئٹہ نہیں آتے ہیں جب وہ یہاں کوئی پنشن وغیرہ کے کاغذات کے لئے آتے ہیں یا کسی بیماری کے لئے آتے ہیں یا کسی بہت بڑی سرکاری اگر ان کو کوئی ٹریننگ کے لئے کوئی ضرورت کے لئے دوچارل کے خرچے کر کے تو آجاتے ہیں ویسے کافی لوگوں کے لئے کوئٹہ ابھی نیویارک اور واشنگٹن سے زیادہ ہے میں ایسے ملازمین کو بھی جانتا ہوں آج بھی ہزاروں کی تعداد میں بسوں پر اپنا بوریلا بسترے لاد کے اس چوراہوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کو مجبور کیا ہوا ہے ان میں ہمارے بزرگ ہیں ہمارے والد کی عمر کے ہیں ہمارے نوجوان ہیں ہماری بہنیں ہیں ہماری بیٹیاں ہیں آج یہ نالیوں کے کنارے سڑکوں پر یا چوراہوں پر بیٹھی ہوئی ہیں یہ کسی شوق میں نہیں یہ کوئی میلہ نہیں ہے جناب والا! جو سالانہ نہیں لگتا۔ اور نہ یہ میلہ اپوزیشن نے یہاں لگایا ہے

simply جناب والا! یہ ایک آرڈر ہے۔ Order No.F.No.14/(1)R.3.2021/190

3rd March, 2021 پاکستان میں constitution کے اندر ایک آرٹیکل ہے جو مساوات کی بات کرتا ہے۔ یعنی اگر پورے پاکستان میں تمام شہریوں کو مساوات کی بنیادوں پر treat کیا جائے۔ اگر وفاقی حکومت نے 3 مارچ 2021ء کو 25% of the disparity reduction allowance 2017. basic pay scale 2017. یکم مارچ سے انہوں نے دینا شروع کر دیا بہت تفصیل ہے 4 سے 6 صفحات کا ہے۔ تو جناب والا! یہ ہمارے لوگوں کا حق نہیں بنتا ہے جو 72% غربت کا شکار صوبہ ہے۔ جہاں کے زمینداروں کی بجلی آپ نے بند کی ہوئی ہے۔ جہاں ملازمتیں گزشتہ ایک عرصہ 6 سے 7 سال سے ناپید ہیں

جہاں بارڈرز آپ سیل کر رہے ہیں جہاں تیل کے کاروبار پر پابندی لگا رہے ہیں۔ تو یہی لوگ ہیں جو کسی نہ کسی کے گھر میں روٹی، روزی، دال روٹی لے جاتے ہیں اور یہ میرے پاس rates ہیں۔ جناب والا! یہ تنخواہوں میں 25% اضافہ مانگ رہے ہیں مٹن کی قیمت 2019ء میں 850 روپے تھی آج گیارہ سو پچاس روپے ہے، 32 فیصد increase صرف گوشت کے جناب والا! ایک کلو میں ہوا ہے۔ beef کی قیمت چار سو دس روپے تھی ابھی چار سو نوے ہے 80 روپے گائے کی گوشت کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ جناب والا! جو مونگ کی دال ہے جو غریب کی خوراک ہے ہفتے میں پانچ دن وہ مونگ کی دال کھاتا ہے، بہت خوش قسمت گھرانہ ہوگا جو ہفتے میں ایک دن ایک کلو گوشت خرید سکے۔ جناب والا! اُس کی قیمت میں 30% اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ sugar، چینی، جو تھک کر زمینوں میں کام کرتا ہے، مزدوری کرتا ہے اُسکے لیے energy کا واحد ذریعہ ہے ہمارے ہاں وہ چینی ہے۔ جناب والا! sugar کی قیمت 77 روپے تھی آج 105 روپے سے تجاوز کر گئی ہے۔ 36% چینی کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ آپ کے ہاں chillies ہیں powder ہیں، گرم مصالحے وغیرہ 153% اُس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے، 150 سے 380 روپے میں چلے گئے ہیں۔ آپ کا انڈا جو توانائی کی بنیادی ضرورت ہے، انڈے 110 سے 184/186 روپے یا 200 فی درجن تک جا کر پہنچ گیا ہے 67%۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا انہوں نے کوئی جرم کیا ہے کہ یہ 25% اضافہ مانگ رہے ہیں؟ کسی اور مہذب معاشرے میں اگر اتنے ملازمین جمع ہو کر بیٹھتے، یہ تو آپ سے صرف 100% کم ہیں، یہ جو inflation ہے، افراط زر ہے یا قیمتوں میں اضافہ ہے یہ کس کی وجہ سے ہے؟ یہ حکومت اور حکمرانوں کی ناکامی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب کوئی آکر مانگتا ہے آپ سے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اگر بجلی کی مد میں ایک روپے سے اٹھائیس روپے تک unit بجلی کی قیمت بڑھا رہے ہیں، گیس کی قیمت آپ نے دس دفعہ بڑھائی ہے، ادویات کی قیمت تقریباً آپ نے چالیس دفعہ بڑھا دی ہے، پاکستان میں ادویات کی قیمت دنیا میں سب سے مہنگے ترین ممالک میں شمار ہو گیا ہے۔ تو یہ اخلاقاً حق بنتا ہے کہ آپ لوگ یہ debate and discussion لے آتے کہ ہمارے شہری بھوک سے مرجائیں گے، ادویات کی کمی وجہ سے مر سکتے ہیں بیمار پڑ سکتے ہیں، لہذا ہماری اسمبلی کے کون سے areas ہیں کہاں سے cut لگا کر ہم اپنے ملازمین کو جو یہ فیڈرل گورنمنٹ نے disparity allowance جو approve کیا ہے، اس کے تحت ہم اپنے لوگوں کو ایک چھوٹا سا relief بھی دے دیں۔ لیکن unfortunately یہ debate جب آپ نہیں لائے، اگر یہ debate آپ تین ماہ پہلے لے آتے تو وہ شاید اپنے گھروں میں بیٹھتے کہ یار یہاں ہمارے درد اور تکلیف کو

سمجھنے والے بہت حساس نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی نہ کسی دن ہمارے مسئلے کا حل نکل آئے گا۔ لیکن ہم نے ایک دن بھی اس پر بات نہیں کی۔ یہ تو شکر ہے کہ میں دس دن پہلے بلوچستان کے خسارے کے حوالے سے 101 ارب کے خسارے سے یہاں ایک توجہ دلاؤ نوٹس لے آیا، اُس پر بھی سنجیدگی سے کسی نے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اب جناب والا! یہ مسئلہ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں، یہ point scoring کی بات نہیں ہے کہ ہم حکومت کو بتانا چاہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں جب ان تمام مہنگائی کی شرح افراط زر کی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے میں حکومت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں آپ کے پاس 101 ارب روپے کا خسارہ ہے تو آپ کم از کم بہت sensibly ان کے ساتھ بات چیت کرتے، ان کو engage کرتے، ان کو نالیوں، سڑکوں، فٹ پاتھوں پر بیٹھنے کے لیے مجبور نہیں کرتے، آپ پہلے ہی دن سے ایک کمیٹی بناتے۔ پنجاب میں جناب والا! ایک کمیٹی بنی ہے، وہاں بھی grand alliance بھی ہے۔ ان کی صوبائی حکومت نے میں دیکھ رہا تھا update، کوئی سات سے آٹھ دن سے مذاکرات ہیں، میٹنگز ہیں، حکومت اپنے مسائل بتاتی ہے، ملازمین اپنے مسئلے بتاتے ہیں۔ ایک مہذب معاشرے میں، فرانس میں بھی ہڑتالیں ہوتی ہیں، یورپ میں بھی ہوتی ہیں، لیکن یہ ہے کہ جب ہڑتال کا مہذب طریقے سے حل نکالنا ہو تو حکومت sensible لوگوں کے ذریعے سے negotiate کرواتی ہے، engage کرتی ہے، اپنی تکلیف مشکل بتاتی ہے وہ اس کی تکلیف مشکلات سنتے ہیں اور درمیانہ کوئی راستہ نکالتے ہیں آپ نے وہ نہیں نکالا۔ اب میں آتا ہوں زمینداروں کی طرف۔

جناب چیئرمین: ثناء صاحب! ذرا مختصر کر دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! یہ میرے پاس drought report بلوچستان میں ایک رپورٹ آئی ہے فروری میں، دو سال سے ہمارے ہاں بارشیں نہیں ہوئی ہیں۔ اس دفعہ گندم کی فصل یا دوسری فصلیں تباہ ہو جائیں گی، بلوچستان میں خوراک کا بہت بڑا بحران پیدا ہونے والا ہے۔ جب حکومت کو پتہ ہے کہ خوراک کا بحران پیدا ہونے والا ہے، مصنوعی طریقے سے خوراک پیدا کرے کیونکہ جب ہم قدرتی ذرائع سے مصنوعی خوراک پیدا نہیں کرتے تو ہم ٹیوب ویل سے پیدا کرتے ہیں، تو ٹیوب ویل والے زمینداروں کو تو آپ نے کیسکو کے ساتھ آج سے چار سے چھ مہینے پہلے بٹھا دینا چاہیے تھا کہ بلوچستان میں drought جیسی situation ہے، چھ گھنٹے کی بجائے بارہ گھنٹے بجلی دے دے، تاکہ جو قدرت کی طرف سے بارش نہیں ہوئی، زمین سے کچھ پانی نکال کر فصل بلوچستان میں پوری ہونی چاہیے تاکہ گندم کی قیمتیں کم نہ ہوں۔ میں آتا ہوں

جناب والا! تیسرا آپ کے پاس، ایک مسئلہ ہمارے ہاں ملک صاحب نے سریاب کی cutting کا ذکر کیا۔ میں خود ہی personally ان کے پاس گیا، ان علاقوں میں سارے ہمارے لوگ ہیں، دوست ہیں، بھائی ہیں، قوم دار ہیں، رشتہ دار ہیں۔ کچھلی دفعہ ہم نے کہا کہ کوئٹہ میں اٹھارہ ارب سے پچیس ارب روپے کا package ہے۔ یہ آپ اتنی مہنگی مہنگی عمارتیں، زمین اور کمرشل جو پلازے ہیں، جو ان کی دکانیں ہیں وہ گرا کر، آپ سڑک چوڑی کر رہے ہیں، آپ کو اندازہ ہونا چاہیے کہ آپ ملازمت دے نہیں سکتے، اُس شخص نے جو تین سو سے چار سو سال میں اپنے آباؤ اجداد کے باعث وہ دکان بنائی ہے، اُس گھر سے اُس دکان سے کوئی ساٹھ سے ستر لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔ صرف یہ نہیں کہ آپ نے سڑک چوڑی کرنی ہے۔ آپ اُس کا پیٹ بھی کاٹ رہے ہیں، اُس کا گھر بھی کاٹ رہے ہیں، اُس کو بھوک کا شکار بنا رہے ہیں۔ ہم نے اُن سے کہا کہ اس کے بارے میں بیٹھ کر بات کریں کہ آپ متبادل جو سرکاری جگہ ہے، آپ اُس کی کمرشل زمین لے رہے ہیں آپ اُس کو سرکار کی جو متبادل کمرشل زمین جو چڑھی ہوئی ہے اُس روڈ پر اُس میں کہیں کہ دکان کے بدلے دکان ہے۔

جناب چیئرمین: یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے اس پر احمد نواز کی، ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: 960 روپے فٹ دینے کی بجائے آپ اُن سے کہیں کہ ہم آپ کو دکان دیں گے کیونکہ ہم آپ کو روزگار نہیں دے سکتے۔ دیکھیں جناب چیئرمین! یہ بہت اہم issue ہے یہ باقی سوالات میں نہیں آسکتے، جو ایک business ہوتی ہے ہاؤس کی، ایسے۔۔۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! اس پر توجہ دلاؤ نوٹس ہے جس موضوع پر آپ کر رہے ہیں، آپ اُس پر پھر بات کر لیں ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اب آخری ایک مسئلہ۔ آج ایک خبر چھپی ہے کہ گوادر کو بلوچستان کا capital دار الخلافہ declare کر دیا ہے۔ مبارک صاحب۔ مبارک! یہ ایک دار الخلافہ کا تو حال دیکھ لیں کہ وہ تو آپ سے سنبھالا نہیں جاتا۔ اس دار الخلافہ کی خوبصورتی دیکھیں، اس دار الخلافہ میں سڑکیں دیکھیں، اس دار الخلافہ میں hospitals دیکھیں، اس دار الخلافہ میں پانی کا نظام دیکھیں، اس کوئٹہ دار الخلافہ کی خوبصورتی دیکھیں۔ آفرین، کہ اب آپ کے پاس ایک نیا vision آ گیا ہے کہ آپ گوادر میں۔ گوادر ہمارا دل ہے گوادر ہمارا دماغ ہے، گوادر ہمارے خون کا حصہ ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گوادر میں ترقی ہونی چاہیے، لیکن کل گوادر میں مجھے جب حمل کلمتی صاحب آج نہیں آئے، انہوں نے مجھے فون کیا، جناب والا! 15 لاکھ لیٹر تیل کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ماہی گیروں کو اپنی کشتیاں چلانے کے لیے اور اپنا چولہا جلانے کے لیے۔ جب آپ نے سارے بارڈر بند کر

دیے ہیں ادھر کے ماہی گیر بیچارے اب اپنی boat نہیں لے جاسکتے وہاں ماہی گیری کے لیے۔ آپ لوگوں سے نان شبینہ چھین رہے ہیں، لوگوں سے اُن کی روزی روٹی چھین رہے ہیں، آپ fancy schemes بنا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ تربت میں کیمرے لگائے جا رہے ہیں۔ اس کو اتنی بڑی خبر بنا دی گئی کہ کیمرے لگائے جا رہے ہیں لوگوں کو دیکھا جائے گا۔ جناب! کیمرے کی نہیں حکمرانوں کی آنکھوں کو تیز کرنے ضرورت ہے۔ بلوچستان میں چور، ڈاکو اور دہشتگرد پکڑنے کی بجائے، بلوچستان میں سب سے زیادہ حادثات سڑکوں پر ہو رہے ہیں، لوگ سب سے زیادہ بھوک سے مر رہے ہیں، سب سے زیادہ کینسر سے مر رہے ہیں، سب سے زیادہ خودکشیاں بیروزگاری کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ سب سے زیادہ یہاں لوگوں میں depression، لوگوں میں frustration ہے، لوگوں میں جو نفسیاتی امراض وہ آپ کی آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے ہو رہے ہیں، جتنے بھی تیز کیمرے کسی بھی سوسائٹی میں لگائیں وہ حکمران کی آنکھ کے برابر نہیں ہو سکتے، حکمرانوں کو اپنی آنکھیں کھولنی ہوں گی، اپنے کان کھولنے ہوں گے اور اپنے دل کھولنے ہوں گے اور خزانے کے دروازے کھولنے ہوں گے تاکہ جناب والا! آپ بلوچستان کے غریبوں کا سہارا بن سکیں، آپ غریبوں سے روزی و روٹی چھین رہے ہیں۔ میں اسی لیے چیئر مین صاحب! آپ سے گزارش کرتا ہوں، آپ کو اللہ نے یہ ذمہ داری دی ہے اس کرسی پر بیٹھے ہیں۔ ملازمین کے حوالے سے بھی رولنگ آپ دیں گے، زمینداروں کے حوالے سے کہ بلوچستان میں خشک سالی جیسی صورتحال ہے، کل پرسوں وہ احتجاج کرنے جا رہے ہیں۔ یہ ایک permanent ruling آنی چاہیے کہ حکومت بلوچستان چاہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ ارطغرل والے گھوڑے اور تلوار اٹھا کر حکومت بلوچستان اور کیسکو والے لڑیں، ہمیں اور کوئی کام نہیں۔ لیکن غریب کی زمیندار کی بجلی نہیں کٹنی چاہیے۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اور جناب والا! یہ جو ملازمین ہیں جو ہماری مائیں بہنیں بیٹھی ہیں، رمضان کا مہینہ آنے والا ہے، مجھے پتہ ہے ان کی بے حسی کے باعث، نیرو کے روم میں، چھ دن تک روم جلتا رہا، نیرو بانسری بجاتا رہا۔ مجھے لگتا ہے یہاں تین سالوں سے بلوچستان جل رہا ہے اور ہم یہاں تین سالوں سے بانسری بجا رہے ہیں۔ شکر یہ جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: شکر یہ۔ جی وقفہ سوالات کی جانب جاتے ہیں، اُس کے بعد پھر آپ سب لوگوں کو موقع دیں گے۔ تھوڑی سی کارروائی آگے لے جائیں گے اصغر ترین صاحب، پھر اُس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ میر یونس عزیز زہری صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 263 دریافت فرمائیں۔ موقع دیں گے جناب، نہیں وقفہ سوالات

کے بعد۔ جی منسٹر صاحب! جواب موصول ہی نہیں ہوئے۔

میر یونس عزیز زہری: جناب چیئر مین! ذرا ہمیں بھی سُن لیں، یہ سوال 17 ستمبر 2020ء کو مؤخر شدہ ہے لیکن ان کے جواب آج تک محکمہ مواصلات والے نہیں دے رہے ہیں۔ آپ ذرا ان سے پوچھ لیں کہ کتنا period ہوتا ہے ایک سوال کو، محکمہ مواصلات کے دو سوال میرے ہیں، تین سوال ان کے ہیں۔ میر محمد عارف محمد حسنی (وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات): چیئر مین صاحب! ان صاحبان کے جو سوالات ہیں، میری بات سُن لیں۔

جناب چیئر مین: 2019ء کے بھی سوالات ہیں، منسٹر صاحب! یہ آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے کہہ دیں کہ اگلے سیشن میں ضرور ان کے جوابات دے دیں۔ وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: یہ کل اور آج مجھے ملے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ نے ابھی تک ان کے جوابات نہیں دیئے ہیں، کل اور آج آپ کو پتہ ہے کہ ہڑتال کی وجہ سے سارے ہمارے اپنے دفاتر بھی بند ہیں۔ اگلے سیشن میں یہ communication کے جتنے بھی سوال ہیں defer کر دیں، اگلے سیشن میں یہ سارے جوابات آپ کو مل جائیں گے۔

میر یونس عزیز زہری: جناب چیئر مین! ذرا آپ سُن لیں سر! 17 ستمبر کو چھ مہینے ہو گئے، کل پرسوں سے سیکرٹریٹ بند ہوئے اس کو چھ مہینے ہو گئے یہ آپ دیکھ لیں۔ 17 ستمبر 2020ء، یا ہم غلط ہیں یا یہ کاغذ ہے۔ جناب چیئر مین: آپ صحیح ہیں۔

میر یونس عزیز زہری: 17 ستمبر 2020ء، چھ مہینے میں سوال کا جواب نہیں آرہا ہے جناب چیئر مین! وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: جناب چیئر مین! یہ ڈیپارٹمنٹ نے بالکل اس میں کوتاہی کی ہے۔ جنہوں نے کوتاہی کی ہے اُنکے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

میر یونس عزیز زہری: اس میں سزا و جزا ہونا چاہیے جناب اسپیکر!

جناب چیئر مین: جی انکا Notice لیا جائے جس نے کوتاہی کی ہے منسٹر صاحب اس کا نوٹس لیں اور اگلے اجلاس تک defer کیا جاتا ہے اگلے اجلاس میں ضرور انکے جوابات لائیں۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: جو بھی ذمہ دار ہیں انکے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

میر یونس عزیز زہری: جناب چیئر مین! اس طرح نہیں ہوگا چھ مہینے کے بعد اگر جواب ہمیں نہیں مل رہے ہیں منسٹر صاحب نے نوٹس لے لیا ہے آپ اُنکو سزا دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ نوٹس لیں جو ذمہ دار ہیں اور جن سے لا پرواہی ہوئی ہے اُن کے خلاف منسٹر صاحب! آپ کارروائی کر لیں۔

میر یونس عزیز زہری: آپ رولنگ دے دیں ڈیپارٹمنٹ کو کہ چھ مہینے کے بعد کوئی جواب نہیں آ رہا ہے۔  
مواصلات و تعمیرات کا ایک جواب بھی نہیں آ رہا ہے۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! اُنکے خلاف میں کہہ رہا ہوں MPA صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ نوٹس لیں اور اُنکے خلاف کارروائی کریں۔ کارروائی تو ظاہر ہے متعلقہ منسٹر کرے گا میں کرونگا اُنکے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب چیئرمین: صحیح۔

میر یونس عزیز زہری: انکو پابند کر دیں کہ کارروائی کی ایک کاپی ہمیں دے دیں تاکہ ہمیں بھی تسلی ہو جائے کہ کارروائی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: دے دیں گے۔

میر یونس عزیز زہری: منسٹر صاحب یہ ہمیں جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: OK محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق جتنے بھی سوالات تھے وہ defer ہو گئے ہیں۔  
ملک نصیر احمد شاہوانی آپ اپنا سوال نمبر 412 دریافت فرمائیں۔

☆ سوال نمبر۔ 412 ملک نصیر احمد شاہوانی:

کیا وزیر امور پرورش حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

سب سے پہلے کے انعقاد کیلئے اس سال کل کس قدر رقم مختص کی گئی ہے نیز مختص کردہ رقم کن کن مدت میں خرچ کی جائے گی  
مدوار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر محکمہ امور پرورش حیوانات:

جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: منسٹر صاحب نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! جواب آ گیا ہے مطمئن ہیں کہ نہیں؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: منسٹر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو ختم کر دیں؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: میں خود منسٹر سے مطمئن نہیں ہوں آپ جواب کا کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: چلو اس کو بھی defer کیا جاتا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: چلو اس نے جواب دے دیا میں مطمئن ہوں اور پرواہ نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔ اس کو disposed off کر دیا ہے۔ زابد علی ریکی صاحب کا سوال ہے آپ

بھی مطمئن ہیں آپ کو جواب مل گیا ہے؟ جی۔

میر زابد علی ریکی: کدھر ہیں مٹھا خان منسٹر صاحب؟

جناب چیئر مین: جواب پڑھا ہے۔ آپ مطمئن ہیں؟

میر زابد علی ریکی: جناب چیئر مین صاحب! نہیں مطمئن نہیں ہوں۔ اس میں کرپشن تین کروڑ کی ہوئی ہے

۔ جنٹیان میں جناب! camel ہے وہاں سر!، یہ میرے دو question ہیں اس نے بھیجا ہوا ہے جناب

چیئر مین صاحب! وہاں گاڑی ہے، پلانٹ مشینری ہے، اونٹ کی خریداری۔

جناب چیئر مین: مؤخر کرتے ہیں اگلے اجلاس میں۔

میر زابد علی ریکی: وہاں ایک ہی اونٹ بھی نہیں ہے جناب چیئر مین صاحب! محمد عارف صاحب وہاں ایک ہی

اونٹ نہیں ملے گا۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے اگلے اجلاس کیلئے مؤخر کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین: جناب احمد نواز بلوچ صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق۔ احمد نواز نہیں

ہیں؟۔۔۔ (مداخلت) نہیں آپ نہیں کر سکتے ہیں وہ تو محرک ہیں۔ زبیدہ خیر خواہ صاحبہ اگر ہیں؟ وہ بھی نہیں

ہیں۔ یہ جو توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں، ابھی محرک نہیں ہیں دونوں کے۔۔۔ (مداخلت)

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئر مین! یہ اہم نوعیت کے ہیں سریاب کے جو نزدیک ترین حلقہ ہے ملک نصیر

صاحب کا ہے دونوں کا اسی حلقے سے تعلق ہے۔

جناب چیئر مین: اس پر بحث بھی ہوئی تھی میرے خیال میں اگر جواب سنیں۔ ہم نے پچھلے اجلاس میں اگر

آپ سب کو یاد ہو منسٹر صاحب نہیں تھے تو منسٹر صاحب اب آئے ہیں تو ان کو سنتے ہیں۔ منسٹر صاحب کو سنتے

ہیں پچھلی دفعہ بھی اس پر بولا تھا منسٹر صاحب نہیں تھے۔ یہ جو سریاب کا issue ہے اس پر تھوڑا سا آپ مطمئن

کر لیں ہمارے MPAs صاحبان کو۔

وزیر برائے محکمہ مال: شکر یہ۔ جناب چیئر مین صاحب! میری طبیعت تھوڑی سی ٹھیک نہیں تھی، میں کراچی چلا

گیا تو اُس دن ہم لوگوں نے کراچی جانے سے پہلے میں نے ایک میٹنگ بھی کیا۔ اور ملک نصیر احمد صاحب اور احمد نواز صاحب بھی تھے۔ اور کافی وہاں کے جو متاثرین تھے وہ سارے موجود تھے۔ جہاں تک rates کے حوالے سے جو بات ہو رہی ہے جناب چیئرمین صاحب! اس کا اپنا ایک طریقہ کار ہے یہ DC کا جو valuation table ہے، اُسکے مطابق طے کیا جاتا ہے۔ اُس نے اپنے اُس valuation تین سالہ ریکارڈ taxes کے نکال کر اُس کے مطابق اُس نے جو rate طے کیے اور اُس کے بعد بلکہ اُس میں 15% اُس میں اضافہ بھی کیا گیا۔ اُس کو تین پر تقسیم کر کے۔

جناب چیئرمین: Order in the House

وزیر برائے محکمہ مال: جو بھی DC کے مطابق ہو سکا وہ انہوں نے کوشش کی کہ تھوڑا سا متاثر کم سے کم ہوں، rate بہت کم تھا لیکن مجبوری ہے کیونکہ ہمیں تین سالہ ریکارڈ کی مطابقت جانا ہوتا ہے اصل میں ملک صاحب کو بھی پتہ ہے کہ ہم سب تھوڑا سا taxes سے کتراتے ہوئے جو valuation ہیں وہ کم بتاتے ہیں جب اس طرح کے مواقع آتے ہیں تو پھر اس طرح کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اس کے ساتھ ساتھ لوگ سیشن کورٹ میں بھی گئے ہوئے ہیں۔ اب سیشن کورٹ میں already یہ سارا، وہاں بحث ہو رہی ہے تو میرے خیال میں جو چیز کورٹ میں چل رہی ہوتی ہے اُس کے حوالے سے بات کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ تو کورٹ جو بھی decide کریگا جو بھی rate طے کریگا انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ اس پر پورا عملدرآمد کرائیگی۔

جناب چیئرمین: یہ توجہ دلاؤ نوٹس پر ہم بات نہیں کر رہے ہیں۔ اصل میں ایسے ہی کہا تھا کہ پچھلی دفعہ جب اجلاس ہوا تھا۔ اُس میں آپ لوگوں نے نقطہ اٹھایا تھا تو اُس وقت موجود نہیں تھے ابھی انہوں نے اپنا موقف پیش کیا۔

وزیر برائے محکمہ مال: جناب چیئرمین صاحب! ایک دفعہ اور بھی میں بتاتا چلو کہ ایک سال پہلے کی بات ہے، ایک سال پہلے نوٹس بھی دیئے گئے تھے اب اس issue کو ایک سال کے بعد اٹھایا جا رہا ہے۔ جب اس طرح کا معاملہ ہوتا ہے تو timely بندہ اٹھائیں گورنمنٹ کے پاس۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ سریاب روڈ کا جہاں دکانیں ہیں وہ میرا حلقہ ہے۔

جناب چیئرمین: نصر اللہ زیرے صاحب! ابھی توجہ دلاؤ نوٹس ہے اس پر بات نہیں کر سکتے۔ تو پھر آپ دونوں Point of Public Importance پر بات کر لیں یہ توجہ دلاؤ نوٹس احمد نواز صاحب اور زبیدہ خیر خواہ کے ان کو۔۔۔ (مداخلت)

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب چیئر مین!

جناب چیئر مین: جی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اُس دن منسٹر صاحب اور ہم اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے تھوڑا میں اُن کو گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ مثالیں موجود ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہماری جب next meeting ہوگی اُس میں۔ نواب اکبر خان صاحب کے دور میں بھی اسی طرح کے rates طے کیے گئے تھے۔ لوگوں نے احتجاج کیا جناب چیئر مین صاحب! میرے خیال میں اُس وقت دس، پندرہ روپے اس طرح کے فٹ رکھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے واپس A.C سے کہا اور وہ revise ہوئے 48 روپے تک چلے گئے۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔ ملک شاہوانی صاحب! آپ پھر ایک Point of Public importance پر بات کریں، پھر آپ کا جواب دے گا۔ میں تھوڑی سی کارروائی آگے لے جاؤں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر برائے محکمہ مال): جناب چیئر مین! میں انکا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب چیئر مین: نہیں۔ میں تھوڑا سا آگے لے جاؤں اُس کے بعد۔ چونکہ توجہ دلاؤ نوٹس میں رکن خود موجود نہیں ہی ہے۔

وزیر برائے محکمہ مال: rate کے حوالے سے already یہ مسئلہ کورٹ گیا ہوا ہے۔ تو ابھی کورٹ نے فیصلہ کرنا ہے۔ کورٹ سے پہلے اگر آپ گورنمنٹ کی طرف آتے timely تب شاید کچھ اُد پر نیچے ہو سکتا تھا کوشش کر کے۔ لیکن اب تو ہمارے ہاتھ میں ہے ہی نہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ زبیدہ خیر خواہ صاحبہ کا بھی توجہ دلاؤ نوٹس ہے منسٹر صاحب منسٹر ہوم! اس پر جواب آیا ہے اس پر بات کریں گے آپ؟ جو زبیدہ خیر خواہ صاحبہ کا ہے۔ نہیں نصر اللہ زبیر صاحب! آپ نہیں بول سکتے یہ تو اُنکی ہے۔ چونکہ جواب آیا ہے ہاؤس میں تو اُنکو پڑھنے دیں۔

جناب نصر اللہ خان زبیر: لیکن کچھ اس پر پولیس؟

جناب چیئر مین: اس کے بعد پھر آپ بولیں۔ دونوں پر پھر آپ بات کر لیں۔

میر ضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے): یہ واقعہ زمین کے تنازعہ پر پیش آیا تھا جس میں ایک بندہ شہید اور چار زخمی ہو گئے تھے جس میں پولیس نے تقریباً پانچ بندوں کو گرفتار بھی کیا ہے۔ اور انکے forensic report، اور وہ gun بھی برآمد ہوئی تھی جس کو forensic کے لئے بھیجا گیا ہے اور نادرا کو بھی انکے شناختی کارڈ دیئے گئے ہیں کہ block کریں تاکہ بارڈر پارنہ کر سکیں۔ تو پولیس کو اس

میں اچھی خاصی کامیابی ملی ہے، تفتیش ابھی تک چل رہی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ملک سکندر خان ایڈووکیٹ، قائد حزب اختلاف صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پر سوال دریافت فرمائیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! توجہ دلاؤ نوٹس کا متن یہ ہے ”میں وزیر محکمہ قانون کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل (3) 29 کے تحت حکمت عملی کے اصولوں کی بابت صوبائی حکومت ہر سال بذریعہ گورنر بلوچستان ایک رپورٹ جمع کرتی ہے لیکن صوبائی حکومت نے گزشتہ کئی سالوں سے مذکورہ رپورٹ جمع نہیں کروائی ہے۔ جس پر میں نے اس بابت مورخہ 17 ستمبر 2020ء کی اسمبلی نشست میں ایک تحریک التوا پیش کی تھی جس پر جناب اسپیکر کی ruling کے باوجود مذکورہ رپورٹ جمع نہ کرانے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے محکمہ قانون۔ ہے کوئی؟

قائد حزب اختلاف: جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی یہ جو آج کی۔۔۔ (مداخلت)

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر برائے محکمہ خزانہ): جناب چیئرمین! اس کو defer کر دو وزیر برائے محکمہ قانون نہیں ہے جب وہ آئیں گے تو خود answer کریں گے۔

قائد حزب اختلاف: میں تھوڑا سا۔ آج جو ہمارے ملک میں انتشار اور تباہی ہے آج جو unrest ہے اس پورے ملک میں اور اس صوبے میں آج جو لوگ بے چین ہیں اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ جو آرٹیکل میں نے پیش کیا یا جو تحریک التوا میں نے پیش کی اُس پر عمل اس آرٹیکل پر یہ جو Principles of Policy ہے آرٹیکل 29 سے 40 تک جناب! ہمارے آئین میں یہ Principles of Policy یعنی حکمت عملی کے اصول یہ بنیاد ہے۔ یہ جو آرٹیکلز ہیں یہ ریڑھ کی ہڈی کی مانند constitution کے، جس میں تمام مسائل کا احاطہ ہے۔ اور اس میں functionaries کو حکومت کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ حکومت پورے سال میں principles of policy جس طرح ہم اپنے اُس میں کہتے ہیں کہ یہ ہمارے اس معاملے میں کیا policy ہے۔ تو policy کو ہی آگے لیجایا جاتا ہے اور policy پر ہی عمل ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ جو policy ہے یہ میں نے جناب چیئرمین۔۔۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! اس پر تو آپ نے سوال دریافت کر لیا۔ لیکن جو متعلقہ وزیر ہے یا پارلیمانی سیکرٹری وہ آئے ہی نہیں ہے۔ اس کو مؤخر کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: چیئر مین صاحب! یہ اتنا اہم، اس وقت جو ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اگر اس کی طرف توجہ دیں۔ اور آپ بھی تھوڑا سا۔۔۔۔۔

جناب چیئر مین: میں پابند کرتا ہوں کہ اگلے اجلاس میں جس رپورٹ کی آپ نے بات کی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس کی بہت اہمیت ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہاں جناب چیئر مین! ایک گھنٹہ جو بھی بولیں۔ جو میں کام کی بات کر رہا ہوں۔ جو آپ کے فائدے کی بات کر رہا ہوں۔ جو حکومت کے فائدے کی بات کر رہا ہوں، جو بلوچستان اور پاکستان کے عوام کے فائدے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئر مین: اس میں کوئی شک نہیں ہے اس کی اہمیت کا ہمیں احساس ہے۔  
قائد حزب اختلاف: تھوڑا سا ہمیں سنیں تو صحیح۔

جناب چیئر مین: نہیں توجہ دلاؤ نوٹس پر صرف سوال دریافت ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہ ان کو تو پتہ ہی نہیں ہوگا کہ قانون والے کیا بتائیں گے۔ میں آپ کو تھوڑا سا یہ سمجھاتا ہوں آپ دیکھ لیجئے یہ ایسے ہواؤں میں تو بات نہیں ہوتی۔

جناب چیئر مین: سکندر صاحب اسپیکر رہے ہیں آپ نے توجہ دلائی اور متعلقہ منسٹر ہے ہی نہیں تو جواب کس سے آپ سنیں گے؟

قائد حزب اختلاف: یہ دیکھیں! اس وقت یہاں ذمہ دار منسٹر حضرات بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئر مین: آپ نے جو سوال کیا ہے کوئی ہے جو اس کا جواب دیں۔ اس کی اہمیت کا تو معلوم ہے۔ جی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ یہاں نہیں ہیں۔ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو defer کر دیں۔ اگلے اجلاس میں وہ لکھ کر دے سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لیے اس کو آپ دیکھ لیں اس کی importance کو دیکھ لیں۔ اور جب importance کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا جب کوئی یہ سمجھے گا نہیں تو آگے رپورٹ کیا دے گا وہ راہنمائی کیا کریگا۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے ملک صاحب۔ میں پابند کر رہا ہوں کہ اگلے اجلاس میں اس کا مکمل جواب اور رپورٹ table کی جائے۔

قائد حزب اختلاف: جناب! اس کی افادیت کا کسی کو نہیں معلوم ہے جب تک اس کی آئینی حیثیت کا کسی کو پتہ نہیں ہوگا۔ اب دو ڈھائی سال سے تو ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ رپورٹ نہیں آئی ہے اس میں یہ دیکھا جائے۔ پتہ نہیں ہے اگر پتہ ہوتا۔

جناب چیئر مین: سیکرٹری صاحب! آپ سیکرٹری لاء کو بھی لکھیں کہ یہ رپورٹ پہنچادیں اور متعلقہ منسٹر بھی آ کے یہ رپورٹ یہاں پر table کر لیں اگلے اجلاس میں۔

قائد حزب اختلاف: یہ جناب۔

جناب چیئر مین: مجھے تو معلوم ہے باقی آپ کسی اور کے لئے۔ اچھا! دیکھیں Point of Public Importance پر پھر آ کے بات کریں۔

قائد حزب اختلاف: یہ جناب میں توجہ اس لئے دلا رہا ہوں کہ یہ آپ کی سمجھ میں بھی ابھی یہ بات نہیں آئی ہے۔ میں آپ کو تھوڑا سا۔۔۔

جناب چیئر مین: مجھے معلوم ہے، اس میں سیکرٹری لاء نے جو رپورٹ پیش کرنی ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہ جناب آئین کا آرٹیکل ہے میں اس کو اردو میں پڑھتا ہوں تاکہ سارے ساتھی سمجھ لیں۔ حکمت عملی کے اصول ہے۔ Article 29(3) کے تحت میں نے یہاں تحریک التوا پیش کی۔ جس پر اسپیکر صاحب نے رولنگ دی ہے۔ اُس رولنگ کے الفاظ یہ ہیں جناب چیئر مین صاحب! تھوڑا سا مجھے موقع دیں:

The government of Balochistan shall submit annual report as soon as possible in the Provincial Assembly as required under clause 3 of Article 29 of the Constitution of Republic of Pakistan 1973.

اس کو اب چھ ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اس کی اہمیت کو سمجھ رہے ہیں۔ چھ ماہ سے زیادہ ہوئے ہیں اس کو پہلے پیش ہونا چاہیے تھا۔ 2018ء میں 2019ء میں 2020ء میں پیش یا 2021ء میں پیش ہونا چاہیے تھا۔ تو اُس میں جو principles of policy ہے جناب! یہ آرٹیکل 29 سے شروع ہوتا ہے۔ جناب! اگر آئین جناب کے سامنے ہیں تو میں تھوڑی سی یہ گزارش کروں گا کہ ایک نظر آپ دیکھ لیں۔ یہ اس کی importance یہ جتنی ہم بحث کرتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اس کی importance سے زیادہ ہے۔ جناب! Article 29 کا sub section 3 کہتا ہے کہ ہر سال کی نسبت صدر وفاق کے امور سے متعلق

اور ہر صوبے کا گورنر اپنے صوبے کے امور سے متعلق حکمت عملی کے اصولوں پر عمل کرنے اور ان کی تعمیل کرنے کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کرائیگا۔ اور یہ رپورٹ تمام ڈیپارٹمنٹس میں ہوگی۔ کیونکہ یہ روٹس پر چل رہا ہے پورے معاشرے کے۔ اور یہ معاشرے کی سدھار کے لیے ہیں۔ یہ رپورٹ تیار کرائیگا اور یہ صوبائی اسمبلی کی جیسی بھی صورت ہو، پیش کرائیگا۔ اور مذکورہ رپورٹ پر بحث کے لیے قومی اسمبلی، سینٹ یا صوبائی اسمبلی کی جیسے بھی صورت حال ہو ضابطہ کار میں گنجائش رکھی جائے گی۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے ملک سکندر صاحب۔ بہت شکریہ۔ میں نے اس حوالے سے رولنگ دے دی ہے جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمانی سیکریٹری): جناب چیئرمین صاحب! ہمارے معزز اپوزیشن لیڈر بات کر رہے ہیں، ایک sports کا سامان مانگ رہا ہے، ایک XEN ٹرانسفر کر رہا ہے، بری بات ہے۔ ادھر ہمارے معزز رکن بات کر رہے ہیں، آپ اُن کی بات سنیں۔

جناب چیئرمین: Order in the House اچھا ملک صاحب! اس میں ملک صاحب آپ ایک بات سمجھنے کی کوشش کریں۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب! آپ بات کو تو سمجھیں۔ ابھی تک ہم میں سے کوئی اس بات کو سمجھ ہی نہیں رہا ہے کہ میں کیا بول رہا ہوں۔ اس آئین کا کیا تقاضا ہے آئین آپ سے کیا مانگ رہا ہے۔ جناب چیئرمین: آپ رپورٹ مانگ رہے ہیں میں نے اس پر رولنگ دے دی کہ رپورٹ جو ہے law۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب قائد حزب اختلاف: نہیں جناب! اس میں جو principles of policy کی کیا یہ رپورٹ دیں گے۔ جب تک میں یہ نہیں کہوں گا، جب تک یہ جو ہمارے senior minister صاحبان یہاں بیٹھے ہیں، وہ گورنمنٹ کے functionaries کو نہیں کہیں گے، جب تک اس کو پورے صوبے میں زیر بحث نہیں لائیں گے، گورنمنٹ اس کو کاہنہ میں زیر بحث نہیں لائے گی وہ کیا رپورٹ تیار کریں گے؟۔

جناب چیئرمین: law ministry اس کا ذمہ دار ہے۔ وہی رپورٹ مرتب کرتا ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا آئین تو آپ دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: مجھے معلوم ہے۔ دیکھیں! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آئین اور رولز کے مطابق گیا۔ میں نے کہا کہ آپ نے کیا سوال دریافت کیا۔ جواب دینے والا یہاں پر نہیں ہے۔ تو اس وجہ سے اس کو defer کرتے ہیں۔ میں نے رولنگ بھی دی کہ رپورٹ جو ہے وہ یہاں پر table ہو جائے۔ باقی آپ public

importance میں اس پر بات کر لیں۔ آپ بات کس کو سنار ہے ہیں یہاں پر متعلقہ منسٹر تو موجود نہیں ہے؟۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین! یہ property ہے اس House کی۔ یہی تو بد قسمتی ہے اس Chair کی کہ جو فائدے کی چیز ہوتی ہے۔ جو صوبے کی مفاد کی چیز ہوتی ہے۔

جناب چیئر مین: آپ ایک سلیقے اور طریقہ کار۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب قائد حزب اختلاف: اُس پر آپ منوں مٹی ڈالتے ہیں۔

جناب چیئر مین: آپ نے جو طریقہ کار اپنایا ہے اُس کے متعلق۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائد حزب اختلاف: میں House کے سامنے یہ عرض کروں گا آپ کی اجازت سے کہ اس تحریک التواء کا بنیادی غرض کیا ہے۔ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

جناب چیئر مین: آپ سنیں۔ سب کو اس کی اہمیت کا احساس ہے آپ اس کو final کر لیں تاکہ ہم کارروائی کو آگے لے جائیں۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! ہمارے جو معزز اپوزیشن لیڈر صاحب نے۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین! میں نہ غیر ضروری کھڑا ہوتا ہوں اور نہ کچھ بولتا ہوں۔ لیکن آج یہ important چیز میں پیش کر رہا ہوں، تھوڑا سا مجھے اگر اجازت دیں۔ لوگ یہاں گھنٹہ گھنٹہ بولتے ہیں۔ with out reasons لیکن یہاں میں ایک فائدے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئر مین: تو آپ اس پر ایک قرارداد لے آئیں۔ آپ اس پر تحریک لائیں۔ آپ توجہ دلاؤ نوٹس پر صرف سوال دریافت کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین صاحب! یہ جو رپورٹ ہے یہ کس بارے میں پیش کی گئی ہے ایک سال کے بعد بھی یہی چیز ہوگی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ principles of policy میں رپورٹ کس چیز کے بارے میں ہے۔

جناب چیئر مین: یہ منسٹر ہوگا تو آپ کو جواب دے گا ناں۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئر مین صاحب! اس میں پہلی رپورٹ پیش ہوگی۔ میں لم سم میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ایک Article 31 ہے، یہ principles of policy کا حصہ ہے۔ اس میں پاکستان کے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے

مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ جن کی مدد سے وہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکے۔ یہ جناب چیئر مین صاحب آپ کا آئین آپ کو کہتا ہے۔ آپ کا آئین پارلیمنٹ کو کہتا ہے، آپ کا آئین وزیروں کو کہتا ہے، آپ کا آئین سیکریٹریز کو کہتا ہے، آپ کا آئین تمام departments کو کہتا ہے۔ کہ یہ principle of policy ہے۔ کس کی؟۔ ریاست پاکستان کا آئین یہ سہولت فراہم کرے گی کہ لوگوں کی زندگیوں کو قرآن پاک اور سنت کے مطابق گزارنے کے لیے۔ اب اس کے بارے میں گورنر نے رپورٹ پیش کرنا تھی۔

جناب چیئر مین: جی بالکل۔

قائد حزب اختلاف: اس سال ہم نے اسلامی قانون یا قرآن پاک اور سنت کے مطابق کون سے اقدامات کیے ہیں اس معاشرے کی اصلاح کے لیے۔ یہاں تو کیا ہو رہا ہے؟۔ ہمارا معاشرہ بلوچستان تو پھر بھی اچھا ہے۔ آپ تھوڑا آگے پیچھے دیکھ لیں تو آپ کان پکڑیں گے کہ ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے۔ دوسری پالیسی۔ دوسری پالیسی یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں کا فروغ۔ یہ بھی principle of policy کا حصہ ہے۔ مملکت متعلقہ علاقوں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کرے گی۔ اور ایسے اداروں میں کسانوں، مزدوروں اور عورتوں کو خصوصی نمائندگی دے گی۔ یہ principle of policy کا حصہ ہے۔

جناب چیئر مین: principle of policy کی میں نے رولنگ دے دی ہے کہ یہی رپورٹ جو ہے اگلے اجلاس میں table ہوگی۔ اُس پر پارلیمانی سیکرٹری بات کر لیں گے۔ اب تھوڑا سا آگے لے جائیں گے ملک صاحب آپ نے بہت بات کر لی۔

قائد حزب اختلاف: آپ تھوڑا سا حوصلہ کریں۔

جناب چیئر مین: آپ کی قرارداد اتنی لمبی۔

قائد حزب اختلاف: یہ ساری چیزیں پھر ان کو رپورٹ مرتب کرنے میں ان کے لئے آسانی ہوگی اور یہاں ایوان میں پیش کرنے کے لئے آسانی ہوگی۔

جناب چیئر مین: آپ ان کو بتادیں آپ یہ constitution پڑھ لیں پھر وہ اس سے وہ لے لیں گے کام آسان ہو جائے گا۔

قائد حزب اختلاف: آرٹیکل 33 ہے جناب اس constitution کا یہ بھی principle of policy کا حصہ ہے۔ وہ یہ ہے مملکت شہریوں کے درمیان علاقائی، نسلی، قبائلی، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصبات کی حوصلہ

شکنی کرے گی۔ آج ہمارے ملک میں کیا صورتحال ہے؟ نسلی حوالے سے بھی دیکھا جائے قبائلی حوالے سے بھی دیکھا جائے فرقہ واریت کے حوالے سے بھی دیکھا جائے۔ آپ کو constitution یہ کہتا ہے۔ سارا سال حکومت بلوچستان، حکومت سندھ، حکومت پنجاب، حکومت KP۔ اور پاکستان کی مرکزی حکومت ان آرٹیکلز پہ کوشش کرے گی اور اس معاشرے کے اصلاح کے لئے اور ان اصولوں کو آئین کے مطابق بنانے کے لیے اور پھر annually رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب تھوڑا سا سن لیں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب آپ ماشاء اللہ سینئر ہیں۔ آپ اسپیکر بھی رہے ہیں۔ دیکھیں توجہ دلاؤ نوٹس پہ اتنی بات نہیں ہو سکتی۔

قائد حزب اختلاف: میں وہ چیز بتا رہا ہوں جو آج تک آپ نے نہیں سنی ہے۔ میں وہ چیز بتا رہا ہوں جو آج تک اس پورے ہاؤس میں۔

جناب چیئرمین: آپ قرارداد پر آ کے بات کر لیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس پر بیس منٹ کیسے کر سکتے ہیں۔ آپ rule کی violation کر رہے ہیں۔ rule of business کی آپ violation کر رہے ہیں اس وقت۔

قائد حزب اختلاف: مجھے بتایا جائے سیکرٹری صاحب آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ 88ء کے بعد یہ رپورٹ پیش ہوئی ہے؟۔

جناب چیئرمین: تو اسی وجہ سے میں نے رولنگ دی ہوئی ہے جلد از جلد پیش کریں۔

قائد حزب اختلاف: آپ کو بھی اور ہم سب کو بھی اپنا سر پیٹنا چاہیے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیا کرتے ہیں؟۔ ہمارا کیا مقصد ہے یہاں بیٹھ کر ان سے پوچھیں کہ بیس سالوں میں کتنی رپورٹیں پیش ہوئی ہیں؟۔ میں آپ کی توسط سے سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا جی کتنی رپورٹیں پیش ہوئی ہیں؟۔ سالانہ رپورٹ پیش ہونی ہے آئین کا تقاضہ ہے۔ نہیں مانو گے تو آئین کی شکنی اور آئین کی خلاف ورزی ہے۔ آرٹیکل میں اسکی سزا ہے۔ ان سے پوچھیں ناں۔ آپ کو اتنی جلدی کیوں ہے؟۔ پوچھیں ان سے۔

جناب چیئرمین: دیکھئے اس میں جلدی نہیں ہے آپ جس پوائنٹ پہ کھڑے ہیں اس پہ آپ بات کر رہی نہیں سکتے ناں۔ آپ point of public importance پہ آ جائیں ناں آپ توجہ دلاؤ نوٹس پر بحث کر رہے

ہیں۔ یہ آپ جانتے ہو کہ rule of business کے خلاف ہے۔ rule of business کی آپ خود خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: آپ ڈھائی سال میں میرا سارا ریکارڈ نکال لیں کہ ایک لفظ بھی میں نے غیر ضروری کہا ہو؟۔

جناب چیئرمین: آپ کی ساری باتیں صحیح ہیں لیکن اس وقت جب آپ کے پاس فلور ہے آپ توجہ دلاؤ نوٹس پر ہے نا۔

قائد حزب اختلاف: معطل کریں اس کو کہ ہم قانون شکن کیوں بنے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: قرارداد لائیں پھر اس پر آپ سارے بحث کریں گے یہ بھی بحث کرے گا ہم سارے بحث کریں گے پھر اس پر۔

قائد حزب اختلاف: ہماری حکومت کیوں قانون شکن ہے۔ ہمارے ادارے کیوں قانون شکن ہیں؟۔

جناب چیئرمین: یہ سوال آپ قرارداد کی صورت میں دریافت کر لیں۔ جو آپ کی توجہ دلاؤ نوٹس ہے وہ منسٹر نہیں ہیں۔ نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت کر لیں۔۔۔ (مداخلت) نہیں بہت ہو گیا ملک صاحب بس۔

قائد حزب اختلاف: اسپیکر صاحب کی رولنگ ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ رپورٹ پیش کی جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے بھی پابند کر دیا کہ رپورٹ پیش کی جائے آپ کیوں نہیں سمجھ رہے اس کو۔۔۔ (مداخلت)۔ بیٹھ کر بات نہیں کریں آپ مولانا صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب اس کے بعد آرٹیکل 33 کے بعد آرٹیکل 34 آتا ہے۔

جناب چیئرمین: اگر ہم یہ پڑھنے بیٹھ جائیں ملک صاحب صبح تک پھر آپ کا قانون جو ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف: آپ دیکھ لیجئے جناب چیئرمین صاحب اس میں آرٹیکل 34 میں ہے۔ قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ principle of policy کا حصہ ہے۔ اس کے بعد 35 ہے۔ یہ انتہائی اہم ہے۔ یہ صوبے کے جو سماجی خدمات سے متعلق ہے۔ اس میں ہم سب قانون، ہم تو نہیں آپ لوگ قانون شکن ہیں۔ یہ حکومت قانون شکن ہے۔ آئین شکن بنی بیٹھی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! پارلیمانی سیکریٹری صاحبہ ہوتی تو آپ انہیں بتاتے یہاں پر رپورٹ نہیں بنائی ہے۔ رپورٹ گورنر نے اور سیکریٹری law نے بنائی ہے۔ پھر پارلیمانی سیکریٹری نے پیش کرنی ہے کوئی بھی موجود نہیں ہے ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: آئین کی دھجیاں تو ویسے ہی اڑائی جا رہی ہیں۔ میں نشاندہی کرتا ہوں تب بھی آپ لوگ سنج پا ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ rule of business ہے ہاؤس چلانے کے لیے اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: آرٹیکل 35 ہے جناب چیئرمین صاحب۔ آرٹیکل 35 ہے۔ مملکت شادی، خاندان، ماں اور بچے کی حفاظت کرے گی۔ یہ آپ کو آئین کہتا ہے۔ جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

قائد حزب اختلاف: آپ کی ذمہ داری ہے آپ اس کے custodian ہیں اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ حکومت ہے۔ یہ اس پر لازم ہے۔ یہ principle of policy کا حصہ ہے۔ اسی طرح جناب آرٹیکل 36 میں ہے۔ مملکت اقلیتوں جائز حقوق مفادات کا جن میں وہ وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے، اُس کی تحفظ کرے گی۔ یہ principle of policy ہے۔ جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

قائد حزب اختلاف: کہنے کا مقصد یہ ہے جناب چیئرمین صاحب اگر principle of policy اس آرٹیکل پر آپ عمل کریں تو اس میں نہ تعصب ہوگا۔ نہ فرقہ واریت ہوگی۔ نہ نیستی ہوگی۔ نہ ظلم ہوگا۔ نہ لوگوں کے حقوق درہم برہم ہوں گے اور نہ ہی اسلامی اقدار کو پامال کیا جائے گا۔ جس طرح آج لوگ اپنے آپ کو بڑا آدمی سمجھنے کے لئے بھی اپنے آپ کو modern show کر کے اسلام کے دائرے کو کا مذاق اڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ آئین اس کو پابند کرتی ہے۔ تو اسی لیے میری گزارش ہے۔ یہ جو principle of policy ہے آپ رولنگ دینگے۔ اب تک جو پیش نہیں ہوئی ہیں کون ذمہ دار ہے اس کو سزا ملنی چاہیے۔ اور آئندہ جو سیشن ہے۔ اس میں اس رپورٹ کا پیش ہونا لازمی ہو جائے۔ یہ دور رولنگ آپ دے دیں اس کے بعد میں چُپ ہو جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ یہ رولنگ میں دے چکا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: اب تک جن لوگوں نے نہیں کیا ہے ان کو سزائیں ملنی چاہیے۔ آئین کا مذاق بنایا ہوا ہے یہاں لوگ مر رہے ہیں کوئی باز پرس نہیں ہے۔ جناب چیئر مین ہمارا خون تو اتنا سفید ہوا ہے۔ young teachers تادم مرگ بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو انجکشن لگائے جا رہے ہیں۔ وہ مرے گئے کسی کے دل میں کوئی درد نہیں ہے۔ پورا پاکستان، پورا بلوچستان سراپا احتجاج ہے۔ اگر آپ آئین پر عمل کریں گے یہ ساری خرابیاں ختم ہوں گی۔

جناب چیئر مین: Order in the House میں رونگ دے رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب! آپ چیف سیکرٹری کو لکھیں اور سیکرٹری لاء کو لکھیں کہ آئندہ اجلاس میں جلد سے جلد یہ رپورٹ آنی چاہئے۔ چیف سیکرٹری کو بھی لکھیں اور لاء سیکرٹری کو بھی لکھیں۔

جناب چیئر مین: نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔ یہ آخری سوال ہے، آخری توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ اُسکے بعد پھر آپ بات کریں۔ ایک منٹ یہ آخری سوال ہے ان کا۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکر یہ جناب چیئر مین صاحب۔ میں وزیر برائے محکمہ مائینز اینڈ مینرل کی توجہ ایک مسئلے کی جانب مبذول کرواتا ہوں۔ کہ مورخہ 11 مارچ 2021ء مارواڑ گروڈ مائیننگ کارپوریشن کے کونلہ کان میں دھماکہ ہوا۔ جس میں چھ مزدور جاں بحق ہوئے۔ اور ساتھ ہی ہرنائی سے منسلک تو رغر، نسکہ کے، کونلہ کان میں بھی دھماکہ ہوا جس میں سات مزدور شہید ہوئے۔ حکومت نے مذکورہ شہید ہونے والے لیبرز کے لواحقین کی مالی امداد کی بابت اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین! یقیناً ہمارے صوبے کا اگر ہم ایگریکلچرل، لائیو اسٹاک اس کے علاوہ۔۔۔

جناب چیئر مین: سوال دریافت کر لیا آپ نے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین صاحب! سینئر منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئر مین: اچھا اس میں وضاحت بھی کر سکتے ہیں۔ آپ صرف سوال دریافت کر سکتے ہیں

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں اس پر میں کچھ آپ کی وضاحت تو چاہوں گا۔

جناب چیئر مین: نہیں نہیں، آپ سوال دریافت کر سکتے ہیں۔ جواب لے سکتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں انہوں نے مجھے کہا، جواب تو نہیں دیا ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب چیئر مین صاحب! اسمبلی جو ہے کسی قانون کے اور قاعدے کے تحت چلتی ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ متعلقہ منسٹر جواب دے گا۔ یا پارلیمانی سیکرٹری جواب دیگا۔ وہ یہاں پر نہیں ہیں تو براہ مہربانی اس کو ڈیفرف کریں۔ اگلی دفعہ اس کو لے آئیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نام لے لو کون ہے آپ متعلقہ منسٹر۔

جناب چیئر مین: نصر اللہ زیرے صاحب متعلقہ منسٹر نہیں ہیں۔ سکندر عمرانی صاحب ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں نہیں جناب چیئر مین یہ دیکھیں۔ آپ کا بھی کوئی دل ہے آپ بھی احساس رکھتے ہونگے۔ یہاں مزدور جاں بحق ہوئے ہیں۔ ہمارا سب سے غریب طبقہ ہے۔ اُن کی زندگیوں کا مسئلہ ہے اس پر آپ ذرا تھل سے، بردباری سے سنیں جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: نہیں، دیکھیں نصر اللہ زیرے صاحب! پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہیں نا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ Chair کر رہے ہو۔ آپ rules relax کر سکتے ہو۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئر مین: اچھا سیکرٹری صاحب! آپ ایک کام کر لیں۔ سیکرٹری صاحب! آپ جو ہیں یہ جتنے بھی ہمارے ارکان ہیں، دوبارہ رولز آف بزنس ہے جو ہے اس کیلئے ایک سیشن منعقد کر لیں۔ تاکہ اُن کی تھوڑی سی جو ہے rules کے حوالے سے آگاہی ہو کہ کس طرح House چلایا جائے۔ کس طرح طریقے کیساتھ۔ مجھے نہیں معلوم ہے کہ اتنے سینئر دوست ہیں وہ rules of business۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین! میرے ساتھ ہر وقت اسمبلی کے rules کی book ہوتی ہے۔ آئین کا بھی میرے پاس موجود ہے۔ جناب چیئر مین۔۔۔ (مداخلت)۔ نہیں آپ ذرا تھل سے سنیں آپ کیوں سیخ پاء ہو رہے ہیں آپ کو ملازمین نے disturb کیا ہے۔ آپ بیٹھ جاؤ۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئر مین: متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہیں۔ تو پھر جواب کیسے۔۔۔ (مداخلت)۔ آپ public importance پر آ جائیں point of public importance پر آ کے یہ بات کر لیں۔۔۔ (مداخلت)۔ میں آپ کو موقع دوں گا اس پر۔ رخصت کی درخواستیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ جی مٹھا خان صاحب۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ یہ جو ہے ڈیفرف ہو گیا ہے آپ کی توجہ دلاؤ نوٹس۔ جب پارلیمانی سیکرٹری آئیں گے اگلے اجلاس کیلئے ڈیفرف ہو گیا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: مائینز اینڈ منرلز ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے۔ چیف آف انسپکٹریٹ کیا کر رہا

ہے۔ کمشنر جو ہے ناں وہ کیا کر رہا ہے؟۔ ڈی جی مائنز کیا کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں ہم بولیں گے، ہمارے غریب لوگ ہیں۔

جناب چیئر مین: متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری آئیں گے تو ہم کس سے جواب لیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: پارلیمانی سیکرٹری تو نہیں آئیگا۔ منسٹر اس کا وزیر اعلیٰ ہے اس کے پاس انبار لگا ہوا ہے ڈیپارٹمنٹ کا وہ تو آ نہیں رہے ہیں۔ ہم کس سے پوچھیں؟۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ اُس کو پابند کریں کہ آپ نے آج کے ایجنڈے میں اس توجہ دلاؤ نوٹس کو رکھا ہے۔ کیوں پارلیمانی سیکرٹری حاضر نہیں ہو رہے ہیں؟۔ یہ کس کا قصور ہے؟۔

جناب چیئر مین: یہ جو کیبنٹ کے ارکان ہیں آئندہ جس جس منسٹر کے سوالات ہوتے ہیں یا توجہ دلاؤ نوٹس ہوتے ہیں انکو موجود ہونا چاہیے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: مجھے آپ سنیں، یہ آپ کے good office کا کام ہے کہ آپ منسٹر کو، آپ وزیر اعلیٰ منسٹر ہیں اُسکو بلاؤ، وہ جوابدہ ہیں۔ میں عوام کا نمائندہ ہوں۔ مجھے اپنے لوگوں نے ووٹ دیا ہے۔ وہ پابند ہیں کہ مجھے جواب دیں۔ ہر حالت میں مجھے جواب دیں۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ کوئی بادشاہت نہیں ہے کہ وہاں گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ آ کے اس ہاؤس میں کھڑا ہو جائے۔

جناب چیئر مین: مجھے بھی افسوس ہے کہ جو متعلقہ منسٹر ہیں ان کو آنا چاہیے۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ غلط بات ہے کہ وہ آتے نہیں ہیں۔ ہمارے جو ہے نہ ہر دفعہ ”ڈیفنر کرو۔ ڈیفنر کرو۔“ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ یہ حکومت بیٹھی ہوئی ہے۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے، مجھے بھی افسوس ہے کہ جو متعلقہ منسٹر ہیں ان کو آنا چاہیے۔ اب بھی میں کہتا ہوں حکومت سے کہ جب بھی کوئی توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ کوئی سوال ہے تو۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ سوال کر سکتے ہو۔ جواب دینے کے لئے یہ پابند ہوں گے۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اور جواب آتے نہیں یہاں پر سب منسٹر بھاگ جاتے ہیں، کوئی اپنے سوال کا جواب نہیں دیتا ہے۔ یہ غلط بات ہے۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: جی سلیم کھوسہ صاحب۔ کیوں نہیں آئے ہیں؟

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مال): متعلقہ وزیر اس وقت نہیں ہیں تو یہ next session میں ہو جائیگا۔ جب ہمارے سوالات کے جواب آتے ہیں آپ لوگ موجود نہیں ہوتے ہیں تو وہ ڈیفرف کیا جاتا ہے ہم لوگ خاموش ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کو dispose۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: سکندر عمرانی صاحب پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب نصر اللہ خان زیری: ہوتا یہ ہے کہ ایک وزیر پارلیمانی امور کا ہوتا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور ہوتا ہے جب منسٹر نہیں ہوتا ہے وہ اس قسم کے سوالات کا جواب دیتا ہے۔ یہاں پر آوے گا اور ابگڑا ہوا ہے نہ کسی کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کا پتہ ہے نہ کوئی جانتا ہے۔ نہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس کا کوئی پتہ ہوتا ہے کہ میرا کام کیا ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیری: آپ ان وزراء کیلئے بندوبست کریں کہ وہ آئین کو پڑھیں۔ وہ اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رکو پڑھیں۔

جناب چیئرمین: سب کیلئے ضروری ہے۔ صحیح ہے شکریہ۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب نصر اللہ خان زیری: آپ توجہ دلاؤ نوٹس لاؤ۔ یہ ذمہ داری بنتی ہے اسمبلی سیکرٹریٹ بھیجتا ہے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو۔ اُس کا سیکرٹری آنا چاہیے۔ اُس کا منسٹر ہونا چاہیے۔ اُس کا منسٹر غیر حاضر ہے پارلیمانی سیکرٹری ہونا چاہیے۔ رولز آف برنس تو یہ ہے۔ کوئی آتا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نصر اللہ زیری صاحب! رولز آف برنس (d) 50 کے مطابق جب متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری نہ ہو، تو اُس کو اگلے اجلاس کیلئے آپ کی توجہ دلاؤ نوٹس مؤخر کیا جاتا ہے۔ تو میں وہی کر رہا ہوں rules کے مطابق ہی کر رہا ہوں۔ وہ آئے نہیں، اُن کی مجبوری ہوگی۔ ابھی درخواستیں پڑھیں گے۔۔۔ (مداخلت)۔

نصر اللہ خان زیری: کیا مجبوری ہوگی ہر دفعہ نشستیں خالی ہوتی ہیں یہ کس چیز پر لگے ہوئے ہیں کیا کام ہو رہا ہے سارے لوگ ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں ادھر ملازمین ہڑتال پر ہیں سترہ دن ہو گئے ہیں ٹیچرز آج تادم مرگ بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی وزیر مجھے بتائے آپ میں سے کوئی گیا ہے اُن سترہ روزہ بھوک ہڑتالیوں کے پاس وہ مر رہے ہیں یہ حکومت ہے؟ حکومت تو ماں باپ کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ عوام کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے

- یہاں حکومت ڈر کے مارے کسی کے پاس جاتی ہی نہیں۔ کیا کوئی آپ کو دکھاتا ہے وہاں پر؟  
جناب چیئرمین: نصر اللہ زیرے صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت)۔ میں نے رولنگ دیدی ہے اس کو میں نے بتا دیا۔ زابد ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 414۔۔۔ (مداخلت)۔ سوالات آپ کے نمٹائیں؟۔ جی بیٹھا کا کڑ صاحب سوالات ہیں آپ کے۔ 414 اور۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ جی یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: جناب چیئرمین! آپ کی چیئر نے ایک رولنگ دی ہے۔ 24 مارچ کو چیئر نے ایک رولنگ دی تھی اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو اور پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کو انہوں نے پابند کیا تھا کہ جھالاوان میڈیکل خضدار کے بارے میں اور لورالائی میڈیکل کالج کے بارے میں آپ رپورٹ 31 تاریخ تک اسمبلی میں جمع کر دیں۔ تو آج مجھے ایک چھوٹا سا کاغذ مل گیا پلاننگ ڈیپارٹمنٹ نے اپنی رپورٹ آج تک نہیں دی ہے وہ چیئر کے رولنگ کے منافی کام کر رہے ہیں اور یہ بالکل نہیں دے رہے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جو رپورٹ ہمیں ملی ہے اسمیں کچھ چیزیں یہ کہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جو جھالاوان میڈیکل کالج کا انہوں نے 20 اگست 2020ء کو اس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ جی جہاں پر جھالاوان میڈیکل کالج کی کلاسز شروع ہیں۔ یہ اس کیلئے ناکافی ہے۔ جہاں ٹیکنیکل ٹریننگ سینٹر وومن ہے، اس میں کلاسز ہیں۔ لہذا اس کی اپنی بلڈنگ مکمل کر کے اس میں کلاسز ہوں۔ اور میڈیکل کالج کو وہاں پر فنکشنل کیا جائے۔ اس کے بعد اس کیلئے پیسے بھی رکھے گئے جو 15 کروڑ روپے اس کیلئے رکھے گئے وہ پیسے بھی گئے۔ لیکن ان کی اپنی رپورٹ کی جو کمیٹی یہاں روانہ کی اس کی رپورٹ کے برخلاف۔ اسمیں یہ تھا جناب چیئرمین کہ کمیٹی نے جو رپورٹ دی ہے کہ دس پرسنٹ موبلائزیشن ایڈوانس ٹھیکد اروں کو مل چکا ہے جو یہ پانچ ہزار something millions کا ایک پراجیکٹ ہے جس میں 255 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ جس میں دس پرسنٹ ایڈوانس موبلائزیشن ایڈوانس ٹھیکد اروں کو دے چکے ہیں 12 اسکے packages ہیں۔ 12 میں سے 9 ٹھیکد اروں کو پیسے مل چکے ہیں۔ جس پر کام شروع ہے۔ اس کے بعد سی ایم صاحب نے اس رپورٹ کو ایک سائیڈ پر رکھ دی یہاں اس نے یہ لکھا ہے کہ جی نہیں اس یونیورسٹی کو وہاں نہیں بنایا جائے۔ سن لیس جناب چیئرمین! آپ جلدی میں کہیں جا رہے ہیں کسی اور کو بٹھا دیں۔  
جناب چیئرمین: نہیں، آپ صبح تک بیٹھیں لیکن آپ قانونی طریقے کے تحت ناں۔

میر یونس عزیز زہری: جناب چیئرمین! آپ سننے کے mood میں نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: رپورٹ آگئی ہے۔ آپ اس طرح comment نہیں کر سکتے ہیں آپ بیٹھ جائیں،

آپ جائیں، آپ چیئر کو اس طرح مخاطب نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ کا استحقاق نہیں ہے۔ آپ سلیقے سے بات کریں گے تو آپ کو اجازت ہوگی۔ اب میں بات کرنے جا رہا ہوں۔ تو آپ جو ہے ناں مجھے آپ کیسے اس طرح کہہ سکتے ہیں؟

میریونس عزیز زہری: لیکن آپ پوری رپورٹ تو سن لیں جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: رپورٹ میرے پاس ہے میں نے دیکھی ہے۔

میریونس عزیز زہری: کیا ہے؟

جناب چیئر مین: مجھے بات تو کرنے دیں۔ چلیں بتادیں۔

میریونس عزیز زہری: آپ مجھے بتادیں کیا ہے میں نہیں پڑھتا ہوں؟ اس پر آپ رولنگ دے دیں کیا کریں؟۔ یہ C.M. کی رپورٹ آپ پڑھ لیں C.M. صاحب نے کہا ہے کہ جی یہ یونیورسٹی نہیں بنائیں۔

جناب چیئر مین: اس میں پی اینڈ ڈی کی رپورٹ ابھی تک آئی باقی ہے۔

میریونس عزیز زہری: پی اینڈ ڈی کی رپورٹ آپ کی چیئر نے رولنگ دی ہے۔ پی اینڈ ڈی اپنا رپورٹ کیوں نہیں دے رہی ہے؟

جناب چیئر مین: سیکرٹری صاحب! بہت سختی سے اُن کو تاکید کر لیں اور اُن کی سرزنش بھی کر لیں اور ساتھ ہی اُنکو لکھ کے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو کہ اگلے سیشن میں فوری طور پر جو ہے یہ رپورٹ یہاں ہاؤس میں دے دیں۔

میریونس عزیز زہری: اور اُس پر C.M. کی رپورٹ بھی آپ ذرا سن لیں جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: تو اُس پر اگر آپ کو تحفظات ہیں بالکل صحیح ہے۔

میریونس عزیز زہری: آپ سُن لیں یہ ہماری نسلوں کی بات ہے جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: آپ بتائیں۔

میریونس عزیز زہری: یہ اگر کونٹہ کی بات ہوتی، ہزارہ ٹاؤن کی ہوتی، آپ کی ہوتی تو آپ اس میں وہ کر لیتے، کیونکہ یہ خضدار میں ہمارے۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئر مین: ہزارہ ٹاؤن۔ آپ لوگوں کو پتہ نہیں ہے ملک نصیر صاحب بھی ہزارہ ٹاؤن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ آپ بھی ہزارہ ٹاؤن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ پتہ نہیں آپ لوگوں نے ہزارہ ٹاؤن میں دیکھا کیا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔

میر یونس عزیز زہری: ہم کس کو اپنا ڈکھڑا سنا میں؟۔ کس کو سنا میں آپ بتادیں مجھے؟۔

جناب چیئرمین: بتادیا، بتادیا، ابھی علاقائی تعصب کی بات نہ کریں۔ سارے بلوچستان کی کریں۔

میر یونس عزیز زہری: آپ دیکھ لیں پڑھ لیں اس کو وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے ”کہ نہیں، اس کو سکندر

یونیورسٹی میں شفٹ کر دیں کیا قصور ہے ہمارا؟۔ سکندر یونیورسٹی دو سال سے تیار ہے۔ اُس میں بھی کلاسیں شفٹ

نہ کریں۔ اور میڈیکل کالج کو ختم کر کے سکندر یونیورسٹی میں اس کو لے جائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے

یونیورسٹی کو ختم کر رہے ہیں۔ میڈیکل کالج کو بھی ختم کر رہے ہیں۔ آپ اس پر رولنگ دے دیں۔ کہ کیا ہو رہا ہے

؟۔ ہمیں وزیر صاحب بتادیں۔ یہ بیٹھے ہوئے ہیں سارے۔ خدارا! ہماری نسلوں کے ساتھ اس طرح نہ کریں۔

باقی جو کرنا ہے کر لیں۔ جو، جو کر سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ ہم اس کو کچھ نہیں کہتے۔ یہ ہماری نسلوں کی باتیں ہیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

میر یونس عزیز زہری: آپ اس پر مہربانی کر کے خود serious ہو جائیں۔ آپ کا تعلق بھی بلوچستان سے

ہے۔ آپ کو بھی جواب دینا ہے۔ آپ نے بھی اسی مٹی میں رہنا ہے۔ اور یہیں ہم نے دفن ہونا ہے خضدار بھی

آپ کا ہے کوئٹہ بھی میرا ہے۔ جھالاوان بھی آپ کا ہے۔ لورالائی بھی ہم سب کا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ اس میں ایسی light ہر چیز کو نہ لیں۔ خدارا! اس پر بات کریں۔ اس پر آپ رولنگ دیں۔

پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کو آپ 31 تاریخ کی رولنگ دیں پلاننگ ڈیپارٹمنٹ آپ کو جواب نہیں دے رہا ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! اس میں رولنگ تھی جب اصغر چکنرٹی صاحب چیئر کر رہے تھے انہوں نے

رولنگ دی تھی۔ اس میں رپورٹ آئی ہے اُس پر اگر آپ کی تحفظات ہیں تو آپ اپنی تحفظات سے ہاؤس کو بھی

آگاہ کر لیں۔ قرارداد لائیں۔ تحریک لائیں اس پر۔ لیکن پی اینڈ ڈی کی رپورٹ جو نہیں آئی ہے اس پر جو ہے میں

اظہارِ برہمی کرتا ہوں۔ میں نے رولنگ دے دی ہے کہ وہ فوری طور پر آجائیں۔ بلکہ چیف سیکرٹری کو لکھیں۔

جب یہ رپورٹ آئیگی اُسکے بعد اگر آپ کے تحفظات ہیں آپ کا کوئی issue ہے تو پھر آپ تحریک بھی لا سکتے

ہیں قرارداد بھی لا سکتے ہیں۔

میر یونس عزیز زہری: C.M. صاحب کا جو انہوں نے لکھ کے دیا تھا، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے۔ یہ ہے جناب

اسپیکر آپ پڑھ لیں اس کو۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

میر یونس عزیز زہری: تو اس پر آپ کیا رولنگ دیں گے کہ آیا اس کو cancel کر دیں۔ کیا کریں؟۔

جناب چیئرمین: پی اینڈ ڈی کی رپورٹ جب آئیگی اور آپ اس کو دیکھ لیں گے اُسکے بعد پھر میرے خیال میں بریفنگ اس پر دیں گے۔

میریونس عزیز زہری: آپ اس میں ایک رولنگ دے دیں۔

جناب چیئرمین: رولنگ یہ ہے کہ پی اینڈ ڈی کی رپورٹ آئیگی اُس کے بعد پھر دونوں سے بریفنگ لیں گے۔ اُس کے بعد جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے، وہ آکر ہمیں بریف کر لیں گے کہ C.M. صاحب نے کیوں اس کو اس طرح کیا ہے کیا وجہ ہے؟۔ اس کے علاوہ جو ہے آپ اس پر تحریک بھی لاسکتے ہیں، قرارداد بھی لاسکتے ہیں۔ میں نے سیکرٹری کو بتادیا ہے کہ وہ چیف سیکرٹری کو لکھیں گے۔ پی اینڈ ڈی کی رپورٹ آجائیگی اُسکے بعد پھر اس پر بریفنگ لیں گے اُن سے۔

میریونس عزیز زہری: جناب چیئرمین! ایک چیز آپ مجھے بتادیں۔ ایک چیز آپ رولنگ میں اپنی ڈال دیں۔ Time کوئی fix کر دیں۔ کیونکہ 31 تاریخ کا، آپ کی Chair کی رولنگ انہوں نے نہیں مانی، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے آپ اس پر رولنگ دیں اور ہمیں مطمئن کر لیں کہ اس پر بریفنگ ہمیں کب دینگے؟۔ جناب چیئرمین: اگلے سیشن میں جب اس پر رپورٹ آئیگی۔ تو پھر اُس کے بعد بریفنگ بھی لیں گے اُن سے۔ رپورٹ تو آجائیگی ہم نے اُنہیں پابند کر دیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زمرے: جناب چیئرمین! اس میں ایسا ہے کہ پاکستان میڈیکل کمیشن، پی ایم سی نے آپکے لورالائی میڈیکل کالج، آپ کے خضدار میڈیکل کالج، تربت میڈیکل کالج کو وہ derecognize کرنے جارہے ہیں جون میں ان کی ٹیم آرہی ہے وہ جائینگے لورالائی ٹیچنگ ہسپتال جو مکمل نہیں ہے تربت کا میڈیکل ٹیچنگ ہسپتال اور خضدار کا جو ہے۔ حکومت نے اُس بارے میں کوئی اقدامات نہیں اٹھائے ہیں۔ اور ڈر ہے کہ یہ میڈیکل کالجز بند ہونے جارہے ہیں۔ ان کو ختم کیا جا رہا ہے۔ بات یہ ہے جناب چیئرمین اس پر آپ رولنگ دے دیں۔ بہت serious issue جا رہا ہے۔ PMC جو ہے ناں یہ ختم کرنے جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: تھوڑا سا اس حوالے سے منسٹر صاحب کا موقف سن لیں اُس کے بعد پھر۔

وزیر محکمہ خزانہ: نہیں، جو ایک perfect ہے۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب! اسی موضوع پر آپ بات کر رہے ہیں؟۔۔۔ (مداخلت)۔ نہیں یہ اس پر جواب دیں اُس کے بعد پھر آپ کھڑے ہو جائیں۔ یہ جواب دے دیں اُس کے بعد پھر آپ چلیں

صدر لقی صاحب آپ بات کر لیں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: Sir۔ آپ اس مسئلے کو ایک سنجیدہ مسئلہ لیں۔ ہمارے جو نیئر ٹیچرز دس دنوں سے بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہیں۔ تادم مرگ بھوک ہڑتال کا انہوں نے اعلان کیا ہے۔ کم از کم کچھ اگر نہ دے سکتے ہو۔ ان کی زندگیوں کو تو بچا دیں۔ یہاں جو ہمارے ذمہ دار ساتھی ہیں، عبدالحق ہزارہ ہیں، ظہور بلیدی صاحب ہیں، وہ جا کر کم از کم کسی بھی طریقے سے انکی یہ بھوک ہڑتال تڑوا دیں۔ خدا نخواستہ کل اگر یہ بچے مرجاتے ہیں۔ تو پھر یہ کس کھاتے میں جائینگے؟۔ یہ لوگ اس مسئلے کو سنجیدہ نہیں لے رہے ہیں۔ بھوک ہڑتال انہوں نے کی ہے دس دن ان کے ہو رہے ہیں وہ مر رہے ہیں اس کا پھر کون ذمہ دار ہے اگر مر گئے خدا نخواستہ۔ لہذا اس مسئلے کو سنجیدہ لیں۔ اور دوسری طرف یہ ہے کہ انکی ناکامیوں کا مسئلہ یہ ہے کہ ہم بار بار اسمبلی کے فلور پر ہمارے اقتدار کے ساتھیوں کے سامنے اپنے حلقے کے مسائل رکھ لیتے ہیں۔ ہمارا ایک روڈ ہے ”باغ روڈ“۔ جس پر ہم نے تقریباً 2021-2020-2019-2018ء تک جو بھی ان کے required مسئلے ہیں، ہم نے سب کو تھما کے concerned papers، پی سی ون سب جمع کر دیئے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ جو through proper channel، وہ اسکیم آئی ہے۔ اُس کو ignore کر کے ان کے اپنے ہی توسط سے جو کہ وہ اپنے ساتھیوں کی جیبیں بھر رہے ہیں۔ جا کے ایک، تین چار کروڑ روپے رکھ دیئے ہیں اُس روڈ کے حوالے سے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ زیرو پوائنٹ سے وہ روڈ شروع ہونا تھا۔ اُس نے آخر میں جا کے صرف کٹنگ کے لئے ان کے پیسے دیئے ہیں۔ اب کل اُس پورے ایریا کے لوگ لانگ مارچ پر نکل رہے ہیں۔ تو خدا را! کم از کم اپنے لئے کئی مسئلے پیدا نہ کریں تاکہ پھر ہم اس کا بوجھ نہ اٹھا سکیں یا ہمارے یہ مسئلے، ہڑتال پر لوگ بیٹھے ہیں آپ نہیں جا رہے۔ ملازمین ہڑتال پر یہاں بیٹھے ہیں آپ نہیں جا رہے ہیں۔ ان کے مسائل نہیں سن رہے ہیں۔ ہماری وہ گلوبل خواتین جو ہمارے ٹیچرز ہیں ان کی آپ بات نہیں سن رہے ہیں۔ یا جو بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہیں ان کی آپ نہیں سن رہے ہیں۔ لانگ مارچ جو کر رہے ہیں آپ ان کی بات نہیں سن رہے ہیں۔ آپ کرتے کیا ہیں؟۔ کم از کم ہمیں تو یہ بتا دیں کہ ہم نے یہ کرنا ہے۔ کل وہ لوگ آرہے ہیں لانگ مارچ کر رہے ہیں میرے حلقے سے وابستہ ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ میرا اس حلقے سے تعلق ہے۔ میں اس کا منتخب نمائندہ ہوں۔ اگر آپ ان کے مسائل پر اسی طرح آنکھیں بند کر کے مسائل حل نہیں کریں گے تو پھر اس کا کون ذمہ دار ہوگا؟۔ تو براہ کرم تھوڑی سنجیدگی اپنائیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ ایک منٹ منسٹر صاحب بات کر لیں گے فنانس منسٹر صاحب بات کر لیں گے۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب چیئرمین صاحب! اگر مجھے آپ تھوڑا موقع دیں تو میں سب کے سوالات کا جواب دے سکوں۔

جناب چیئرمین: جی۔ جی فنانس منسٹر صاحب بتادیں آپ۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب چیئرمین! دیکھیں جو پاکستان میڈیکل کونسل کا visit ہوا ہے۔ ہمارے تین میڈیکل کالج جس میں جھالاوان، تربت اور لورالائی شامل ہیں۔ کچھ queries اُنکے ہیں۔ اُن کے کچھ requirements ہیں کہ ہر میڈیکل کالج میں اُنکا ایک ٹیچنگ ہسپتال ہونا چاہیے تقریباً کوئی تین سو beds کے قریب۔ اس کے علاوہ number of faculties بھی اُس میں وضع کی گئی ہیں پھر ہسپتال میں جو equipments ہیں وہ بھی اسی کے مطابق ہونی چاہیے اور اسی طرح اس نے conditionally، ان conditions کو جو ہے وہ گورنمنٹ آف بلوچستان کو ارسال کر دیئے ہیں۔ اُس دن میں کابینہ میں ایک تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ان تینوں میڈیکل کالجوں میں جو ہے گورنمنٹ آف بلوچستان نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کے Existing Teaching Hospitals ہیں۔ پہلے تو وہ DHQ's تھے اُن کو upgrade کر کے teaching hospital بنا دیا ہے۔ اور ان کی requirement پوری کرنے کے لئے جو ہے اچھا خاصا فنڈ ریلیز کر دیا ہے۔ تاکہ ان کی جو اگلی visit ہوگی، اُس میں یہ جو جتنے بھی queries اور جتنے بھی انہوں نے objections اٹھائے ہیں recognization کے حوالے سے، وہ جب remove ہو جائیں۔ اور انشاء اللہ و تعالیٰ جب اگلی ان کی visit ہو جائیگی تو ہمیں قوی امید ہے کہ وہ recognize ہو جائیں گے۔ جس طرح ہمارے معزز رکن نے کہا کہ جی وہ derecognize ہو رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اُن کی کچھ conditions ہیں۔ اور دوسری بات جناب اسپیکر! جہاں تک ہمارے معزز رکن نے تفصیلاً جو ہمارے احتجاجی ملازمین ہیں جو 25% کا ڈیمانڈ کر رہے ہیں ان پر گفتگو کی اور اچھا خاصا جو ہے انہوں نے ایک بڑا لیکچر جھاڑ دیا۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ ایک توجہ دلاؤ نوٹس آئی تھی جس میں انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ آف بلوچستان جو ہے 101 ارب کا جو ہے وہ deficit budget enhance رہا ہے وہ 101 ارب تک جا رہا ہے اس پر میں نے ان کو ایک تفصیلاً جواب دے دیا تھا لیکن جہاں تک ہمارے احتجاجی ملازمین کا سوال ہے جناب اسپیکر! کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے ملازمین جو ہیں وہ سڑکوں پر آئیں احتجاج کریں۔ اور اس بات پر ہم متفق ہیں کہ ابھی inflation بہت زیادہ ہے، مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی ہے اور ہمارے جو class four بلکہ 15 گریڈ کے نیچے کے پے اسکیل جو ہیں ان کے نیچے جو

ملازمین ہیں اُنکے لیے مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ یہ مشکلات صوبہ بلوچستان نے پیدا نہیں کیے ہیں بلکہ پوری دنیا میں جو ہے ایک economic recession آئی ہوئی ہے covid pandemic کی وجہ سے جہاں پر دنیا میں transportation بند ہو گیا ہے بحری نظام جو ہے منجمد ہو گیا ہے۔ اسی طرح کاروبار جو ہے lock down کی وجہ سے بند ہو گیا تھا اور definitely ایک جو tax collection ہے پوری دنیا کی۔ جس میں گورنمنٹس چلتی ہیں جن کی ریاست چلتی ہے وہ متاثر ہوئی بڑی طرح متاثر ہوئی اس دفعہ حکومت بلوچستان کے جو divisible pool کے پیسے ملنے تھے = پچھلے سال 282 Billion تھے اور اس سال جو ہے 251 Billion بلوچستان کو ملنے جا رہے ہیں گوکہ ہمارے صوبے کا جو 7th NFC award میں جو ہمارے شیئر ہیں وہ protected ہیں۔ آپ کو پتہ ہوگا کہ جو پچھلے سال federal revenue target تھا وہ Five Billion point کا تھا۔ اور اس سال جو ہے 4.9 billion اس میں trillion rupee ہیں۔ تو اس میں definitely ہمارا یہ سارا کم ہو گیا ہے جناب اسپیکر! جہاں تک دیکھیں! بات آگئی ملازمین کی۔ ہماری گورنمنٹ کے تقریباً کوئی 2 لاکھ 20 ہزار 831 ملازم ہیں۔ اور بلوچستان کی آبادی کو آپ لیں۔ بلوچستان کی آبادی ایک کروڑ 20 لاکھ کی آبادی ہے۔ دنیا میں اگر آپ budgeting کرتے ہیں۔ budgeting ایک development component ہے جس کا براہ راست۔ جس کو ہم PSDP کہتے ہیں۔ جس کا جو ہے impact ہے وہ براہ راست پبلک پر ہوتا ہے جہاں پر نئی سڑکیں بناتے ہیں۔ نئے ہسپتال بناتے ہیں نئے اسکول بناتے ہیں اسی طرح جو ہے باقی محکموں میں باقی شعبوں میں نئے intervention کرتے ہیں۔ وہ آپ development component کے تحت کرتے ہیں۔ دوسرا component آپ کا جو ہے non development ہے جس میں government expenditure بھی ہیں اور جس میں salary بھی ہے۔ اور اسمیں salary کا chunk کافی زیادہ ہے، کوئی 290 ارب کے قریب ہے۔ اگر ہماری development کو آپ دیکھیں وہ 108 Million کی development کے قریب ہے اگر ہم rational ہو کر دیکھیں تو پچھلے سال ہم نے جو utilization کی وہ 75 ارب کی، اس سال تقریباً ہم اسی طرح کے جو 75 ارب تک utilize کر لیں گے۔ اور اس سے جو پچھلے ادوار ہیں اس میں کوئی 40 ارب، کوئی 30 ارب، کوئی 50 ارب آپ اگر اس کا ratio نکالیں، جو پبلک پر خرچ ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے 1 کروڑ 20 لاکھ میں سے جو پبلک پر خرچ ہوئی ہے، ایک کروڑ 19 لاکھ، لوگوں پر جو ہے آپ کے 50 ارب خرچ ہوئے ہیں۔ اور باقی جو 2 لاکھ لوگ ہیں ان پر جو ہے 70% جو آپ کا بجٹ ہے اسمیں جا رہا

ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب اسپیکر! اگر میری بات پوری ہونے دیں۔  
 جناب چیئرمین: آپ بیٹھیں آپ سنیں please سنیں آپ۔۔۔ (مداخلت)۔  
 وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں اس کا مطلب ہے کہ۔۔۔ (مداخلت)۔  
 میر یونس عزیز زہری:۔ جناب چیئرمین کورم پورا نہیں ہے  
 جناب چیئرمین:۔ چونکہ کورم پورا نہیں ہے لہذا میں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

### ORDER

In exercise of the power conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973. I Justice (R) Amanullah Khan Yasinzai. Governor, Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan, shall stand prorogued on Wednesday, the 31st March, 2021.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے  
 اسمبلی اجلاس بوقت 7:00 بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

